اظہارِ عقیدت

مجموعہ

قطعات، سلام ونوحہ جات

مصنّف

میر مجیب رضا مجیب علی پوری

ناشر

بزمِ میثم، علی پور

نا کتاب:......اظہار عقیدت

نام مصنف:......مجیبؔ علی پوری

ناشر:......بزم میثم علی پور

قیمت:......100 روپے

تعداد:......پانچ سو(500)

طباعت:......عمید پبلیشرس پرائیوٹ لمیٹیڈ بنگلور

فون 080 - 31886556

30905013

ملنے کا پتہ

میر مجیب رضا

تھرڈ کراس آئی، کے، مین روڈ علی پور

کولار ڈسٹرکٹ، کرناٹک

جنوبی ہندوستان

فون نمبر :08155-589628

فہرست

پیش لفظ: ......مجیب علی پوری ۴

تقریظ: ......مولانا سلمان عابدی ۵

میرے تاثرات: ......جناب صابرؔ عابدی ۶

تاثرات: ......جناب رضاؔ سرسوی ۸

حمد: ۹

نعت رسول پاکؐ ۱۰

منقبت ۱۱

قطعات ......۱۲_۸۹

سلام ونوحہ جات: ......۹۰_۱۴۱

مناجات: ......۱۴۲_۱۴۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

بحمد اللہ بطفیل چہاردہ معصومین ''قطعات، نوحہ جات اور سلاموں کا پہلا مجموعہ ''اظہار عقیدت'' کے نام سے منظر عام پر آرہا ہے۔ میں شکر گذار ہوں تمام شعرائے بزم میثم علی پور کا جنہوں نے وقتاً فوقتاً میری ہمت افزائی فرمائی بالخصوص حجت السلام مولانا سلمان عابدی صاحب قبلہ اور میرے استاد محترم جناب صابر عابدی صاحب صدر بزم میثم علی پور اور شاعر اہلبیتؑ جناب رضا سرسوی صاحب کا جنہوں نے نظر ثانی کی زحمت فرمائی اور قدم بہ قدم اپنے زرّین مشوروں سے نوازا۔ بارگاہ رب العزت میں دعاگو ہوں کہ پروردگار عالم ان بزرگواروں کو ارضی وسماوی بلاؤں سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

نیز میں شکر گذار ہوں جناب مولانا محمد مقدار صاحب، جناب ناطق علی پوری معتمد بزم میثم علی پور، الحاج میر مہدی حسین صاحب (ٹیلی فون) جناب محمد تقی اور برادران اور جناب عابد رضا جوھری کا جنہوں نے دامے، درمے سخنے میرا تعاون فرمایا۔ احسان فراموشی ہوگی اگر میں شکریہ ادا نہ کروں۔ جناب مولانا محمد تصدیق صاحب کا کہ جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کی ذمہ داری اپنے سر لی ''اظہار عقیدت'' معزز قارئین حضرات کے زیر نظر ہے۔ امید ہے کہ پسند فرمائیں گے اور آخر میں رسماً ہی نہیں بلکہ قلباً گذارش کرتا ہوں کہ فنی یا ادبی غلطیوں کو درگزر فرما کر اپنے زرّین مشوروں سے نوازیں۔

والسلام

آپ کی دعاؤں کا متمنی

احقرالعباد

فقط

مجیبؔ علی پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

از: حجۃ الاسلام و المسلمین

مولانا سید سلمان عابدی سلمانؔ علی پوری صاحب قبلہ

حُسن تخیّل، لطف زبان، خلوص اور خاکساری یہ تمام خوبیاں یکجا ہوجائیں تو مجیبؔ علی پوری کی شخصیت بحیثیت شاعر مودّت نمایاں ہوتی ہے، ہندوستان کے مختلف شیعی مقلعات اور ادبی حلقہ میں اس شاعر کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ ان کے قصائد اور سلام میں پختگی، قطعات میں جاذبیت اور نتیجۂ فکر نے انہیں ہندوستان کے مخلص شعراء کی صف میں ہر دلعزیز اور مجالس ومحافل کی زینت بنادیا ہے۔

مجیبؔ علی پوری صاحب نہ صرف باکمال شاعرانہ صلاحیتیں رکھتے ہیں بلکہ وہ ایک اچھے قاریٔ قرآن بھی ہیں، اور قرآنی تعلیمات کی بعض جھلکیاں بھی اُن کے کلام میں پائی جاتی ہیں۔ موصوف کے متعلق میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ ایک بھرپور شاعر ہیں، انہیں قلبی جذبات کو لفظوں میں ڈھالنے کا فن آتا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ سن 1992ء سے انہوں نے رسمی طور پر شاعری کا آغاز کیا اور اس طرح اُن کی شاعری کے سفر کو پورے بارہ سال ہوگئے، اس دوران ان کے ساتھ ملاقاتیں بھی ہوتی رہیں اور دعوتوں کا سلسلہ بھی بڑھتا رہا اور یوں ان کی شخصیت اور شاعری دونوں کو میں نے نزدیک سے دیکھا ہے۔

زیر نظر کتاب ''اظہار عقیدت'' قطعات، نوحہ جات اور سلاموں کا مجموعہ ہے، جوان کے پاکیزہ احساسات کا آئینہ دار ہے، اور پہلی مرتبہ منظر عام پر آرہا ہے۔ ذرا عقیدے کی پاکیزگی اور لفظوں کی تراش خراش دیکھئے۔

(۱) کرب وبلا ہے نور ہدایت کا آئینہ
اندھے کو بھی نجات کا رستہ دکھائی دے

(۲) یہ خدیجہ کی مہربانی ہے
آج تک مالدار ہے اسلام

والسلام

سید سلمان عابدی، سلمانؔ علی پوری

جنوب ہند

24 جون 2004ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''اظہار عقیدت'' میرے تاثرات

ازشاعر اہلبیت سید صابر حسین صابرؔ عابدی علی پوری صدر بزم میثم علی پور

تمہیداً یہ بھی عرض کرنا ہے کہ......

شعر گوئی فطری صلاحیت کا تخلیقی عمل ہے۔ جس کے لئے شاعر، ذی علم اور دانشور ہو، ادب کے مختلف عناصر کا شعور، شعر و شاعری کے لوازمات پر نظر، زبان کی خوبیوں، محاسن و معائب کی آگہی، فکری گہرائی، اصول صنف شاعری سے واقفیت کیلئے مطالعہ اور اظہار خیال پر قدرت جیسی خصوصیات کا حامل ہونا ضروری ہے۔

شاعر کا مزاج، کردار، اخلاق، علم، شعور، معیار، پس منظر اور شخصیت کا تعارف اس کے اشعار ہی سے ہوجاتا ہے۔

شاعر اہلبیت عزیزی میر مجیب رضا مجیبؔ علی پوری نے 1992 میں بزم میثم علی پور کے رکن بن کر اپنے ادبی سفر کا آغاز کیا۔ میں بحیثیت کہنہ مشق شاعر اور بحیثیت صدر بزم میثم علی پور ان کو بہت ہی قریب سے جانتا ہوں اور وہ کلام پر اصلاح بھی مجھ سے لیتے ہیں۔ بزم میثم علی پور کا وہ واحد ادبی اور مذہبی ادارہ ہے جو معصومین علیہم السلام کے ایام ولادت میں مدحی محافل اور ایام شہادت میں مسالموں کا انعقاد کیا کرتا ہے (جو اکثر طرحی ہوتے ہیں)۔

شاعر کو اپنی اعلیٰ تخلیق کیلئے ادبی ماحول اور تربیت کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ یہ شعرائے علی پور کی خوش بختی ہے کہ خداوند متعال نے اپنی نعمتوں میں اضافہ کرتے ہوئے ''بزم میثم'' کی صورت میں ایک نایاب درس گاہ بطور عطیہ عنایت فرمایا ہے۔ جس میں شعراء اردو ادب شعری لوازمات، اور طور طریقوں سے مستفید ہورہے ہیں۔ دعا ہے کہ خدا بزم میثم کو تا ظہور مہدیؑ قائم و دائم رکھے اور مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عزیزی مجیبؔ علی پوری کی ادبی دلچسپی اور خوش اخلاقی نے انہیں بزم میثم کا سرگرم رکن اور پُر مغز شاعر کی جگہ فراہم کی ہے۔ انکے کلام سنانے کا انداز بھی بہت پیارا ہے۔ ترنم اور جوش و ولولۂ محبت سے سامعین کا دل موہ لیتے ہیں اور خوب داد حاصل کرتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً خوش اسلوبی سے نظامت کے فرائض بھی انجام دیتے رہتے ہیں اور بزم میثم کے شریک معتمد بھی ہیں۔ انہوں نے اپنا پہلا مدحیہ مجموعۂ کلام ''اظہار عقیدت'' پر مجھ سے اپنے تاثرات لکھنے کی گذارش کی ہے۔ میرے نزدیک مدحیہ کلام از روئے عقیدت قابل صد احترام ہے۔

اب رہی بات اس زیر نظر مجموعۂ کلام ''اظہار عقیدت'' پر میرے تاثرات کی۔

انہوں نے محسن اسلام حضرت ابو طالبؑ کے ایمان کی پختگی منقبت کے مطلع میں اس طرح بیان کی ہے۔

ابو طالبؑ کے ایماں کی اگر پہچان ہوجائے
ہمارا بچہ بچہ صاحب ایمان ہوجائے

کیوں نہ ہو، اسلام کی معرفت حضرت ابو طالبؑ سے بڑھ کر رکھنے والا کوئی دوسرا انسان کرۂ ارض پر کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

اس شعر میں شاعری کو آدم گری جانتے ہوئے قوم کو پیغام عمل دیا ہے، جو شاعر اہلبیت کا فریضہ بھی ہے۔ ان کی اس سعی حق پر داد دینی چاہئے۔

ایمان کا تقاضہ ہے ذکر خدا کریں
ہم عابدی ہیں کیسے عبادت قضا کریں

اس شعر میں آیت یوم اکملت کا مفہوم اپنے مولاؑ سے مخاطب ہو کر یوں قلمبند کیا ہے۔

اعلان کرکے تیری ولایت کا یا علی
تکمیل پارہی ہے رسالت غدیر میں

اس شعر میں حضرت عباسؑ کی اُس حسرت کی عکاسی کی ہے جو شہزادی سکینہؑ کو پانی پلانے کی تھی۔

پڑھ رہی ہے آج بھی عباسؑ کی حسرت نماز
تپتے ساحل پر بچھا کر اک مصلی پیاس کا

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ بصدق ائمۂ اطہار ان کی فکر، جوش ولا میں شگفتگی و تازگی، زبان کو قوت گویائی اور قلم میں ندرت عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین یارب العالمین

فقط گدائے در اہلبیت

صابر عابدی

علی پوری

تاثرات

از: شاعرِ اہلبیتؑ رضاؔ سرسوی

اللہ کا شکر و محمدؐ و آلِ محمدؐ کا کرم ہے کہ بزمِ میثم علی پور کے ایک دیانت دار شاعرِ اہلبیتؑ محترم مجیبؔ صاحب نے اپنی ماں کے مقدس دودھ کے عظیم قطروں کا حق ادا کرتے ہوئے اپنی فکر کو پاکیزہ لفظوں کا پیرہن عطا کیا جس کو آپ اپنی زبان میں اظہارِ عقیدت کہہ سکتے ہیں۔ شاعری ایک ایسا وسیلہ ہے کہ انسان اپنے دل کی رگوں کے مقدس ترین لہو کے قطروں کو لفظوں کی شکل میں عوام کی مقدس و معتبر سماعتوں کے حوالے کرتا ہے۔ ایک شعر نظم کرنے کیلئے خیالات کی کتنی وادیوں کا سفر کرنا پڑتا ہے، یہ صرف اور صرف شاعر ہی جان سکتا ہے۔ دعا گو ہوں کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے صدقہ میں مجیب صاحب کے دل کی نکلی ہوئی آواز لوگوں کے دلوں میں خلوص کے ساتھ اتر جائے اور دل کی گہرائیوں سے عزادارانِ امامؑ مظلوم کی دعائیں حاصل کریں (آمین) پروردگار امام زمانہؑ کے صدقہ ان کے فکر و قلم کو طول عمر عطا فرمائے کیونکہ

اے موت انگلیوں سے نہ لینا ابھی قلم
تاریخ لکھ رہا ہوں شبِ انتظار کی

محتاجِ دعا

ذرۂ نجف رضاؔ سرسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد

کرتا ہوں اُس کے اسمِ مبارک سے ابتداء
جو رحم کرنے والا مہربان ہے خدا
یوں تو بعید ہے وہ حدِ فکر سے مگر
ہرگز نہیں ہے شہ رگِ انسان سے جُدا

نعت رسولؐ

کھانے کی طرف دھیان نہ پینے کی طرف ہے
ہر ایک نظر میری مدینے کی طرف ہے

یثرب کی نگاہیں رُخ کعبہ پہ رکی ہیں
کعبے کا تصور تو مدینے کی طرف ہے

ضوبار ہے سینے میں مرے عشق محمدؐ
منسوب انگوٹھی یہ نگینے کی طرف ہے

بس شوق زیارت میں دھڑکتا ہے مرا دل
ورنہ یہ کہاں جی مرا جینے کی طرف ہے

فردوس کی خوشبو سے ہے لبریز مرا دل
ہر سانس کا رُخ تیرے پسینے کی طرف ہے

جاگیر محبت کا تحفظ ہو خدا یا
غاصب کی نظر اب مرے سینے کی طرف ہے

اے خضرؑ مجھے لیکے چلو جلد مدینہ
طوفان کا رُخ میرے سفینے کی طرف ہے

اے قابض ارواح مری راہ سے ہٹ جا
اس وقت سفر میرا مدینے کی طرف ہے

جبرئیلؑ ذرا تھام لو آکر مرے بازو
پرواز مری خلد کے زینے کی طرف ہے

کردار بلال حبشیؓ کیوں نہ ہو ضوبار
رُخ ہیرہ شناسوں کا نگینے کی طرف ہے

کب جانے بلائینگے مجیب ہم کو پیمبر
ہے جسم یہاں جان مدینے کی طرف ہے

منقبت

ابو طالبؑ کے ایماں کی اگر پہچان ہوجائے
ہمارا بچہ بچہ صاحبِ ~~قرآن~~ ایمان ہوجائے

اٹھائے ہوں میں بارِ دیدِ عمرانؑ برسر مژگاں
نہ جانے کب مکمل دل کا یہ ارمان ہوجائے

مزین کر مری نظروں کو انوار زیارت سے
یہیں نظارۂ فردوس کی پہچان ہوجائے

تو ہی کشور کشائے زہد و علم و عزم و ایماں ہے
ترا ہر فعل کیوں نہ معنئ قرآن ہوجائے

ہو گلزارِ عقیدت کو بہار دائمی حاصل
کہ خوشبوئے عمل سے زندگی ریحان ہوجائے

وحوشِ معصیت نہ حملہ آور ہو کہیں مجھ پر
سوئے خیر العمل ہر پل مرا رُجحان ہوجائے

نگاہوں میں درخشاں ہو جو سنگ منزل مقصود
صراطِ زیست کا ہر مسئلہ آسان ہوجائے

مُقفل دفترِ اعمال در چشم زدن ہوگا
بدن کی قید سے آزاد گر یہ جان ہوجائے

بسے ہے طائرِ فکر و نظر گلزار مدحت میں
مجیب اب کیسے بوئے خلد سے ان جان ہوجائے

قطعات

۱

یہ کس کا نور ہے جو اس زمیں سے تا سما چمکا
ہلال و شمس و نجم و کہکشاں سے بھی سوا چمکا
چمکتا ہی رہا جو مدتوں سے عرشِ اعظم پر
وہی فرشِ زمیں پر آج نورِ مصطفےٰؐ چمکا

۲

کلامِ پاک رسولِ انامؐ تیرے نام
ہے عالمین کا سارا نظام تیرے نام
بنا کے بانئ اسلام تجھ کو خالق نے
الف لگا کے ہے بھیجا سلام تیرے نام

۳

شہرِ یثرت کا ہر اک زرّہ منوّر ہوگیا
گلشنِ اسلام کا غنچہ معطر ہوگیا
کیوں نہ سجدہ ریز ہوں اہلِ زمین و آسماں
فخرِ آدم آج دنیا میں اُجاگر ہوگیا

پوچھلو میزانِ حق سے وزنِ میلاد النبیؐ
حُسنِ جنت پہ ہے بھاری حسنِ میلاد النبیؐ
فرش پہ جشنِ ظہورِ احمدِ مختارؐ ہے
عرش پہ بھی ہورہا ہے جشنِ میلاد النبیؐ

۵

پروا ہی نہیں مجھ کو کوئی اس دہر سے رحلت ہوجائے
پر شہر مدینہ میں مولا میری بھی شہادت ہوجائے
اے مرسل حق قبل از رحلت دل میں یہ تمنا ہے میرے
پُرنور تمہارے چہرے کی اک بار زیارت ہوجائے

۶

متصل ہے اہلِ حق کی زندگی معراج سے
اہلِ ایماں کو ملی ہر ایک خوشی معراج سے
گرم تھا بستر ابھی زنجیر در ہلتی رہی
آنکھ جھپکی اور پلٹ آئے نبیؐ معراج سے

۷

فرشتے ہی فرشتے تھے اُجالا ہی اُجالا تھا
رسول حق کے گھر سے عرش تک اور عرش سے گھر تک
نبیؐ معراج پہنچے رب سے باتیں کیں پلٹ آئے
ادھر زنجیر در ہلتی رہی تھا گرم بستر تک

۸

رب نے فرمایا کہ میرے یار کی معراج ہے
اے فرشتو سید و سردار کی معراج ہے
جوش میں ہے میری قدرت جو بھی چاہے مانگ لو
آج کی شب احمد مختارؐ کی معراج ہے

٩

کلامِ پاک پر ایماں برائے نام کیوں لائے
پھر اپنے نفس کو شیطاں کے زیرِ دام کیوں لائے
ابو طالبؑ کو کافر کہنے والو یہ تو بتلاؤ
اُسی کی گود کا پالا ہوا اسلام کیوں لائے

١٠

ذی حشم ذی وقار ہے اسلام
حق پسند حق شعار ہے اسلام
یہ خدیجہؑ کی مہربانی ہے
آج تک مالدار ہے اسلام

١١

عظمتِ کعبہ جسے اپنی قسم دیتی ہے
اک نیا در اُسے دیوارِ حرم دیتی ہے
دیکھئے خانۂ حق میں ائے جناب مریمؑ
ایک ماں اپنے ہی مولا کو جنم دیتی ہے

١٢

رب تو نصیریوں کا علیؑ کے سوا نہیں
قادر ہر ایک شئے پہ ہے لیکن خدا نہیں
سر کو جھکانا سجدۂ حق میں دلیل ہے
اس سے بڑا علیؑ کا کوئی معجزہ نہیں

١٣

شامِ ہجرت کا انوکھا واقعہ اپنی جگہ
عبد اور معبود کا ہے رابطہ اپنی جگہ
یہ علیؑ کی ذاتِ واحد ہے جو اپنے نفس کا
مرضیٔ معبود سے سودا کیا اپنی جگہ

١٤

زہد و وَرَع و تقویٰ و عرفاں سمیٹ کر
عشق علیؑ میں رکھا ہے ایماں سمیٹ کر
ہر سانس میری حافظ قرآن کیوں نہ ہو
پڑھتا ہوں ایک نقطے میں قرآں سمیٹ کر

١٥

بجز علیؑ کوئی انسان دے نہیں سکتا
جو مرگیا ہے اسے جان دے نہیں سکتا
زباں کٹا کے سردار کہہ اٹھے میثمؑ
میں جان دیتا ہوں ایمان دے نہیں سکتا

١٦

رہِ حیات میں حق پر جو چل نہیں سکتے
پُلِ صراط پہ ہرگز سنبھل نہیں سکتے
علیؑ کے بغض میں دنیا گزارنے والے
عذابِ قبر سے بچ کر نکل نہیں سکتے

۱۷

ایسا شجیع کہ دہر میں خود بے نظیر ہو
ایسا امیر جس کا زمانہ فقیر ہو
پچیس سال بعدِ نبیؐ یوں علیؑ رہے
ہڈی ہو جیسے حلق میں آنکھوں میں تیر ہو

۱۸

میرا سر اُس کا نقش پا ہوگا
سجدہ تعظیم کا ادا ہوگا
ڈھادے جو کفر کے خداؤں کو
وہ نصیری کا ہی خدا ہوگا

۱۹

صبح کی آغوش میں آ کر ملی سورج نے آنکھ
شام کے دامن میں جا کر بند کی سورج نے آنکھ
میرے مولاؑ کے اشارے پر بشوق دید پھر
چیر کر مہ کا سینہ کھول دی سورج نے آنکھ

۲۰

لمحوں میں پھوٹ جاتے ہیں پیکر حباب کے
نارِ حسد میں جلتے ہیں پُتلے عذاب کے
سولی پہ بھی ہمارا اُترتا نہیں نشہ
عادی ہیں ہم ثنائے علیؑ کی شراب کے

۲۱

یا علیؑ کیا کہوں میں تری شان میں
اتنی جرأت کہاں ہے ثنا خوان میں
روحِ قرآں بھی تو مرضیِ حق بھی تو
جز تری مدح کے کیا ہے قرآن میں

۲۲

وہ حق کے ساتھ ہے حق اس کے ساتھ چلتا ہے
اُسی کے صدقے میں سارا جہان پلتا ہے
ائے بدنصیب زمانہ میں تجھ پہ حیراں ہوں
علیؑ کے ذکر سے کیوں تیرا دم نکلتا ہے

۲۳

ٹھوکر میں جس کی تخت ہے جوتی میں تاج ہے
اُس کے گداگروں کا شہانہ مزاج ہے
خیرات میں علیؑ نے جو سائل کو بخش دی
انگشتری ہے یا وہ سلیمان راج ہے

۲۴

میدانوں سے بھاگنے والے تخت پہ قبضہ کر بیٹھے
مالِ غنیمت کے عادی تھے باغِ فدک بھی چر بیٹھے
بابِ علیؑ سے ہٹ کے خلافت اتنی ذلیل و خوار ہوئی
آج کا ہر حجام خلیفہ کہلاتا ہے گھر بیٹھے

۲۵

اُدھر علیؑ نے بخوبی سنی نبیؐ کی صدا
اِدھر ہواؤں کے کانوں میں کوئی میل نہ تھا
نبیؐ نے نادِ علیؑ سے بلایا حیدرؑ کو
علیؑ کے ہاتھ میں خیبر کے دن مہبل نہ تھا

۲۶

جشن شیر خدا منانے دو
سب کے ایماں کو آزمانے دو
نسل کی اصلیت عیاں ہوگی
مجھ کو مدح علیؑ سنانے دو

۲۷

طاعت حیدرؑ میں خود کو ڈھال کر
مشکلوں کو اپنے سر سے ٹال کر
چل رہی ہے ذو الفقار حیدریؑ
سات پشتوں پر نگاہیں ڈال کر

۲۸

دیں کے جو رشتہ دار ہوتے ہیں
حق پہ بس وہ نثار ہوتے ہیں
باب حیدرؑ سے بھاگنے والے
حادثوں کے شکار ہوتے ہیں

۲۹

نقطے میں تحت با کے سمیٹا گیا ہے تو
قرآں کی آیتوں میں بکھیرا گیا ہے تو
تفسیر ترے نفس کی کیسے ہو یا علیؑ
مرضی کردگار میں ڈھالا گیا ہے تو

۳۰

ایمان کا تقاضہ ہے ذکر خدا کریں
ہم عابدی ہیں کیسے عبادت قضا کریں
ائے عاشقان حیدر کرارؑ آ بھی جاؤ
ہم عشق کی نماز جماعت ادا کریں

۳۱

فقط معصوم ہی معصوم کو پہچان سکتا ہے
یہ منظر دیکھنا ہو تو چلو میدان خیبر تک
دو حصوں میں بٹا مرحب زمیں بٹنے ہی والی تھی
علیؑ کی تیغ آ کر رک گئی جبرئیل کے پر تک

۳۲

بلبل سدرہ نے دی جب حکمِ قدرت کی اذاں
لائی گلشن میں بہار اجرِ رسالت کی اذاں
مژدۂ مَن کُنتُ مَولا کا ہوا جسدم ظہور
گونج اٹھی خم کے میداں میں مودّت کی اذاں

۳۳

کیوں کر نہ نکلے قلب سے ایمان کی اذاں
دل کو سرور بخشے ہے قرآن کی اذاں
ہر پل نمازِ عشقِ علیؑ پڑھ رہے ہیں ہم
جب سے سنی عذیر کے میدان کی اذاں

۳۴

ہوا روشن کتاب اللہ کی توقیر کا چہرا
اُجاگر ہوگیا اسلام کی تقدیر کا چہرا
نبیؐ کے دست اقدس پر غدیرِ خم کے میداں میں
نظر آنے لگا قرآن کو تفسیر کا چہرا

۳۵

جب گونجی صدا مَن کُنت کی تو جھوم اٹھے سب اہل ولا
اور قلب کسی حاسد کا جلا پیغام اَجل حارث کو ملا
ہے وقت حسیں پر لطف فضا موسم ہے سہانہ اے ساقی
ہیں جوش میں سب مے خوار ترے اک جام نہیں سو جام پلا

۳۶

حق والے حق کی راہ سے ہٹتے نہیں کبھی
سر ان کے کٹ تو سکتے ہیں جھکتے نہیں کبھی
حارث درِ اجل پہ پہنچ کر یہ کہہ اٹھا
دشمن علیؑ کے پھولتے پھلتے نہیں کبھی

۳۷

چھلکا رہے ہیں جام فدائی غدیر کے
تھکتے نہیں پلانے سے ساقی غدیر کے
اتنی پیو کہ دنیا یہ گھبرا کے بول اٹھے
ان کو نہ چھیڑو یہ ہیں شرابی غدیر کے

۳۷

گونج اٹھا حکم بلّغ جو میدان میں
آگئی جان قرآن کی جان میں
شورِ بَخٍ سے تھرّا یا حارث کا دل
موت کی سیٹیاں بج اٹھیں کان میں

۳۹

کیا حلاوت ہے بلّغ کے حق کے فرمان میں
اک عجب جوش ہے اہلِ ایمان میں
نعرۂ حیدری اب لگاتے رہو
دین کامل ہوا خم کے میدان میں

۴۰

میثم بتارہے ہیں حقیقت غدیر کی
کرکے فراز دار پہ مدحت غدیر کی
ایمان کے لٹیروں میں دم اتنا ہے کہاں
جو آکے ہم سے چھین لیں دولت غدیر کی

۴۱
مولا تری ولا کی بدولت غدیر میں
اُمت کی ہورہی ہے شفاعت غدیر میں
اعلان کرکے تیری ولایت کا یا علیؑ
تکمیل پارہی ہے رسالت غدیر میں

۴۲
دھوپ کی تمازت ہے حج کا یہ مہینہ ہے
حاجیوں کا مجمع ہے والی مدینہ ہے
مسند ولایت پر جلوہ ریز ہیں حیدرؑ
حاسدوں کے ماتھوں پر موت کا پسینہ ہے

۴۳
آدمؑ قصیدہ خواں ہیں بشیر و نذیر کے
چرچے ہیں دو جہان میں مولا امیرؑ کے
دست نبیؐ پہ دیکھ کے حیدرؑ کو جلوہ گر
نار حسد میں جلتے ہیں دشمن غدیر کے

۴۴
نور علیؑ جو عرش پہ پہنچا زمین سے
پھوٹے اُجالے شمس و قمر کی جبین سے
ہاتھوں پہ جب نبیؐ نے علیؑ کو اُٹھالیا
اک ایک سانپ گرنے لگا آستین سے

۴۵
مُسکرا کر ہر اک ستم سہیئے
حق کی بات آئے تو نہ چپ رہیئے
وہ سقیفہ ہے یہ غدیرِ خم
رات کو رات دن کو دن کہیئے

۴۶
گر بغض جس کے دل میں ہے اول امام کا
حقدار ہی نہیں ہے وہ میرے سلام کا
سر پر غدیرِ خم ہے سقیفہ تہہ قدم
پابند ہوں ازل سے حلال و حرام کا

۴۷
یہ غدیری شراب خانہ ہے
اس کا غیروں کو مت پتا دینا
ہضم جن کو یہ مئے نہیں ہوتی
ان کو اس بزم سے اٹھا دینا

۴۸
دل میں ضیائے الفت آل عباؑ رہے
ہونٹوں پہ اہلبیتؑ کی مدح و ثنا رہے
نظروں میں فاطمہؑ کی وہی مال دار ہیں
دامن میں جن کی زیور شرم و حیا رہے

۴۹

معزز رتبہ واں اس در پہ سائل بن کے آتے ہیں
جب آتے ہیں تو جنت کو بھی قطعاً بھول جاتے ہیں
فلک والوں کی تقدیروں پہ کیوں نہ رشک آئیگا
فرشتے فاطمہ زہراؑ کے در کی بھیک کھاتے ہیں

۵۰

کر عطا فکر کو الفاظ کا لشکر زہراؑ
ذہن ناقص میں کھلے مدح کا دفتر زہراؑ
حوصلہ میثم تمارسا مل جائے مجھے
میں بھی کہلاؤں ترے در کا سخنور زہرا

۵۱

وہ خود کو مسلماں کہتا ہے فردوس کا دعویدار بھی ہے
خاتون جناں جس انساں سے ناراض بھی ہے بےزار بھی ہے
ہر دن در زہرا پر آ کر کہتے تھے فلک کے باشندے
زہراؑ تری چوکھٹ کا نوکر سلطان بھی ہے سردار بھی ہے

۵۲

یا الٰہی مجھے قسمت سے گلا کچھ بھی نہیں
جز طواف در زہراؑ کے دعا کچھ بھی نہیں
یہ زمیں چاند ستارے یہ فلک یہ سورج
صدقۂ فاطمہ زہراؑ کے سوا کچھ بھی نہیں

۵۳

اک قدم آگے بڑھادوں تو رسالت لے لوں
اک قدم پیچھے ہٹالوں تو امامت لے لوں
نام زہراؑ ہے مرا میں ہوں کنیز خالق
گر میں چاہوں تو مشیّت سے مشیّت لے لوں

۵۴

پیش داور حشر کے میدان میں
دفتر اعمال کھولا جائیگا
فاطمہؑ آتی ہیں سر نیچے کرو
اہل محشر سے یہ بولا جائیگا

۵۵

یہ بات پہلے ہی طے ہے خدائے یکتا سے
ہو عقد نور مدینہ کا نور کعبہ سے
خدا کا بھیجا ہوا مصرعۂ طرح ہیں علیؑ
نبیؐ نے باندھی ہے تضمین ذات زہراؑ سے

۵۶

رحمت خدا کی مانگ رہی ہے اصول سے
مولود کعبہ کیلئے بیٹی رسولؐ سے
طے ہوچکا تھا عرش پہ روز ازل مجیب
مولائے کائنات کا رشتہ بتولؑ سے

۵۷
فلک کے ٹوٹ کر فرش زمین پر اُترا
در بتولؑ پہ اپنا جھکائے سر اُترا
بجز علیؑ کوئی ہمسر نہیں ہے زہراؑ کا
ستارہ دینے زمانے کو یہ خبر اُترا

۵۸
زہراؑ وہ ذاتِ پاک ہے جو لاجواب ہے
اس کا جواب ہے تو فقط بوترابؑ ہے
دولہا علیؑ کے جیسا ہو دلہن بتولؑ سی
خلاقِ کائنات کا یہ انتخاب ہے

۵۹
فوجِ افکارِ ستم پر صلح کی یلغار ہے
جنگ کا میداں ہے کاغذ اور قلم تلوار ہے
لشکرِ الفاظ کو پھیلا کے کہتے تھے حسنؑ
"صلح کی شرطوں کے پیچھے کربلا تیار ہے"

۶۰
ہر قول جس کا آئینۂ معجزات ہے
وہ حق کے ساتھ ساتھ ہے حق اس کے ساتھ ہے
شبرؑ نے صلح کرکے یہ اعلان کر دیا
دینِ نبیؐ کی صبح ہے باطل کی رات ہے

۶۱
بارش کرم برسا، دے شرف زیارت کا
مدتوں سے پیاسا ہے گلستاں حسرت کا
یا حسنؑ بُلا لینا مجھ کو قبر پر اپنی
جیتے جی ہی نظارہ کرسکوں میں جنت کا

۶۲
مرسلِ حق نے رسولوں کا بھرم تھام لیا
دینِ اسلام کا حیدرؑ نے علم تھام لیا
بعدِ احمدؐ و علیؑ دیں کی حفاظت کیلئے
تیغ شبیرؑ نے شبرؑ نے قلم تھام لیا

۶۳
جبریلؑ لائے خوشیوں کا پیغام آج پھر
بن کر ملک بھی آئے ہیں خدام آج پھر
شبرِؑ کربلا کی ولادت کا روز ہے
جی بھر کے مسکراتا ہے اسلام آج پھر

۶۴
غنچۂ گلشنِ عمرانؑ حسینؑ ابن علیؑ
قلبِ مرسلؐ کا ہے ارمان حسینؑ ابن علیؑ
تاقیامت یہ جدا ہو نہیں سکتے دونوں
جسمِ قرآن ہے اور جانِ حسینؑ ابن علیؑ

۶۵

دین اسلام کا سرتاج حسین ابن علیؑ
ہے زمانہ ترا محتاج حسین ابن علیؑ
یہ تو مانا کہ ہے خلقت پہ حکومت رب کی
ہر دلوں پر ہے ترا راج حسین ابن علیؑ

۶۶

رہبر حق مصحف ناطق حسین ابن علیؑ
اور وفا و صبر کا خالق حسین ابن علیؑ
عاجزی کے ساتھ رب سے پوچھتا ہوں میں یہی
تو ہی رازق ہے کہ ہے رازق حسین ابن علیؑ

۶۷

کلِ ایماں صاحب قرآں حسین ابن علیؑ
دینِ حق کی ہے تو ہی پہچاں حسین ابن علیؑ
نوک نیزہ پر تلاوت تو نے کی قرآں کی جب
ہوگیا سارا جہاں حیراں حسین ابن علیؑ

۶۸

سرِ میداں گھرانہ دین کے سلطان کا ٹھہرا
تہہ تیغ ستم سوکھا گلا ایمان کا ٹھہرا
فنا کی پستیوں میں بیعت فاسق کو دفنا کر
سرِ نوک سناں سر صاحبِ قرآن کا ٹھہرا

۶۹

علیؑ کے لال نے قرآں کو تازگی دیدی
قمر کو چاندنی سورج کو روشنی دیدی
گلا صغیرؑ کا سینہ جوان کا دے کر
حیات دین کو ، دنیا کو زندگی دیدی

۷۰

کس اوج پر حسینؑ کی حقانیت ہے آج
باقی جہاں میں دین کی ہر اک صفت ہے آج
ہے جابجا سجا ہوا دربار کربلا
بتلا یزید لعیں تیری کہاں سلطنت ہے آج

۷۱

سبطِ مصطفےٰؐ دین مصطفےٰؐ کا مطلع ہے
ہر شہید راہ حق ایک ایک مصرع ہے
کیوں نہ دین خالق کی منقبت مکمل ہو
بے زباں علی اصغرؑ کربلا کا مقطع ہے

۷۲

نوک نیزہ پہ جو تقریر کا سورج چمکا
یعنی قرآن کی تفسیر کا سورج چمکا
چاند جب فاطمہ زہرا کا لہو میں ڈوبا
دین اسلام کی تقدیر کا سورج چمکا

۷۳

دوڑتا ہے شہ کی رگ رگ میں پیمبر کا لہو
جوش میں ہے شیر زہراؑ اور حیدرؑ کا لہو
زندگی کی بھیک مانگی جس گھڑی اسلام نے
دیدیا شبیرؑ نے بڑھ کر بہتر کا لہو

۷۴

سجدے میں تیغ کھاکے علیؑ نے بتادیا
کرکے تمام سجدے کو شہ نے دکھادیا
مقتل بنالیا تھا مُصلّے کو باپ نے
بیٹے نے قتل گہ کو مصلّہ بنادیا

۷۵

دربارِ حسینؑ ہے کہ خالق کا مکاں ہے
یہ کس کی حکومت دلِ انساں پہ رواں ہے
مغرور یذید ستم ایجاد تھا جس پہ
وہ تخت کہاں تاج کہاں راج کہاں ہے

۷۶

خانۂ داور تو ابراہیمؑ کا شہکار ہے
کربلا کا فخر ابراہیمؑ خود معمار ہے
حاجیو جاتے کہاں ہو کربلا کو چھوڑ کر
خانۂ کعبہ تو خود شبیرؑ کا زوّار ہے

۷۷

ہیں حسینؑ قرآنِ حضرت ابو طالبؑ
بے زباں اصغرؑ ہے آیتِ ابو طالبؑ
مٹ کے رہ گئی ہوتی نسل آدم و حوا
گر نہ کربلا آتی عترت ابو طالبؑ

۷۸

جھوٹ کا اک ایک رہبر قبضۂ شیطاں میں ہے
پھر سے سچائی کی قسمت گردشِ دوراں میں ہے
آ بھی جا اے ناخدائے کربلا بہرِ مدد
کشتیٔ انسانیت پھر ظلم کے طوفاں میں ہے

۷۹

یہ گونجنے لگی آواز کردگار حسینؑ
سجی ہے بزمِ عدالت بہ اختیارِ حسینؑ
ہر اک عمل کو ہے محشر میں انتظارِ نماز
مگر نماز تو کرتی ہے انتظارِ حسینؑ

۸۰

زیرِ تیغ سجدے کا اہتمام کرتے ہیں
دعویٰ محبت کو ہم تمام کرتے ہیں
ہر شہید زندہ ہے یہ دلیل محکم ہے
دیکھ نوکِ نیزہ پر سرکلام کرتے ہیں

٨١

عجب تاریخ نے منظر یہ دیکھا
سرِ میدان تیروں کا مصلّہ
بنایا کرکے سجدہ شاہ دیںؑ نے
تہِ خنجر عبادت کا سلیقہ

٨٢

چھٹ گئیں تاریکیاں زین العباؑ کے نور سے
جگمگا اٹھا جہاں ، زین العبا کے نور سے
چار جانب نور کی برسات ہی برسات ہے
ہے ہر اک شئے ضوفشاں زین العباؑ کے نور سے

٨٣

انبیائے ماسلف ہیں شاد زین العابدیں
نسل انساں تجھ سے ہے آباد زین العابدیں
خود اسیر ظلم ہوکر تو نے بعد کربلا
کردیا اسلام کو آزاد زین العابدیں

٨٤

راہِ خدا میں تیری جبین نیاز ہے
تجھ پر کُل انبیاء کی عبادت کو ناز ہے
اسلام پڑھ رہا ہے یہ کہہ کر نماز شکر
عابدؑ کا نقش پا تو میری جانماز ہے

٨٥

پرچم اسلام کو لہرادیا سجادؑ نے
اہل باطل کو سبق سکھلادیا سجادؑ نے
قید ہوکر اپنی تقریروں سے ہر اک گام پر
دین پیغمبرؐ کو پہنچوادیا سجادؑ نے

٨٦

بانیٔ مجلس سرورؑ کا سبق یاد رکھو
اے عزادارو عزا، خانوں کو آباد رکھو
یوں تو رولیتے ہو شبیرؑ کے غم میں لیکن
گریہ کرنے کیلئے جذبۂ سجادؑ رکھو

٨٧

ہم اہل عزا کیسے غمِ شہؑ کو بھلادیں
شہؑ نے تہہ شمشیر ہمیں یاد کیا ہے
سجادؑ نے خود آہنی زنجیر پہن کر
اسلام کو ہر قید سے آزاد کیا ہے

٨٨

انوار جس کے ہوتے ہیں پردے سے آشکار
ہر اک محبّ اسی کی ہے فرقت میں بے قرار
کل منتظر رسولؐ تھے اول امامؑ کے
ہم آخری امامؑ کا کرتے ہیں انتظار

۸۹

پلکیں بچھی ہوئی ہیں رہِ انتظار میں
حسرت مچل رہی ہے دلِ بے قرار میں
جب سطحِ آب پر وہ مصلّٰی بچھائیں گے
عیسیٰؑ کے ساتھ ہم بھی کھڑیں گے قطار میں

۹۰

زندگی ہرگز وہ معراجِ وفا پاتی نہیں
جب تلک خود عشق کے سانچے میں ڈھل جاتی نہیں
اپنی اُمت سے تو غافل ہو نہیں سکتا امامؑ
تھک کے سوجاتے ہیں اعضاء دل کو نیند آتی نہیں

۹۱

ہم جی رہے ہیں ایسے تیرے انتظار میں
جس طرح چہکے بلبل و قمری بہار میں
ایماں ہے تیرا عشق تری دشمنی ہے کفر
اک پل کا فاصلہ ہے فقط نور و نار میں

۹۲

یہ کیسا دور ہے مومن نظر نہیں آتے
کرو ہزار اشارے شجر نہیں آتے
امامِ وقت کا رب جانے کیا ارادہ ہے
بُلا رہے ہیں ازل سے مگر نہیں آتے

۹۳

ستا رہی ہے تری یاد بار بار مجھے
تری جدائی بھی کرتی ہے اشکبار مجھے
میں جی رہا ہوں تری دید کیلئے ورنہ
یہ کائنات تو لگتی ہے ناگوار مجھے

۹۴

ہادیٔ دین کا فرمان سمجھنا سیکھو
خیر مقدم کیلئے پلکیں بچھانا سیکھو
امتحاں عشق کا دینا ہے اگر فرقت میں
مثل اک ماہیٔ بے آب تڑپنا سیکھو

۹۵

بس ایک نظرِ کرم مجھ پہ گر تری ہوجائے
میں کررہا ہوں جو مدحت وہ بندگی ہوجائے
کٹینگی اُنگلیاں لاکھوں کی پھر سے دنیا میں
ترے جمال سے اک بار آگہی ہوجائے

۹۶

مرے عریضے کو ہر موج پیار کرتی ہے
خود اپنے دوش پہ اس کو سوار کرتی ہے
اُسے خبر مری حالت کی کیوں نہ ہو پل میں
یہ عرضی سات سمندر کو پار کرتی ہے

۹۷

ہر ایک سانس مری انتظار کرتی ہے
وہ ایک بار نہیں بار بار کرتی ہے
مری نگاہ فقط تیری دید کی خاطر
حرم کی سمت سفر اختیار کرتی ہے

۹۸

زین اب ہوں نام میرا زینبؑ دلگیر ہے
میں علیؑ کی لاڈلی ہوں یہ مری توقیر ہے
میں مٹا کر ہی رہوں گی تیرا ہر مقصد یزید
موج زن میری رگوں میں فاطمہؑ کا شیر ہے

۹۹

دین محمدیؐ کو بچانے کے واسطے
قصر ستم میں بنت علیؑ ننگے سر گئی
زینبؑ نے اپنے خطبوں کی برسا کے بجلیاں
ہر مقصد یزید کو ناکام کر گئی

۱۰۰

پاسبان دین حق ہے عصر عاشورہ کے بعد
ناشر اسلام ہے زینبؑ شہ والا کے بعد
فاطمہؑ کے بعد زینبؑ ثانئ زہراؑ بنی
ثانی زینبؑ نہیں ہے زینبؑ کبراؑ کے بعد

۱۰۱

حامل عصمت گھرا ہے سراپا جس کا
پڑھتی ہے آیت تطہیر بھی کلمہ جس کا
اک ردا کے لئے محتاج ہے بیٹی اس کی
شب تاریک میں اٹھا تھا جنازہ جس کا

۱۰۲

زور بازوئے حسین ابن علیؑ ہے زینبؑ
صبر و ایثار کے سانچے میں ڈھلی ہے زینبؑ
ہر مصیبت پہ فقط شکرِ الٰہی کے سوا
کوئی کہدے کفِ افسوس ملی ہے زینبؑ

۱۰۳

طوفان مقصد شہ والاؑ کا جب اُٹھا
سنگ ریزے دبکے رہگئے اور سنگ اُڑ گئے
زینبؑ نے اپنے خطبوں کو وہ رنگ دیدیا
اہل جفا کے چہروں کے سب رنگ اُڑ گئے

۱۰۴

دیکھ کر ناساز نبضِ دینِ حق شبیرؑ نے
دیدیا خون اپنا دیں کی جاویدانی کے لئے
سر برہنہ دیکھ کر زینبؑ نے دینِ شاہؑ کو
اپنی چادر پیش کردی سائبانی کیلئے

۱۰۵

نکھرا ہے گُل کی صورت اہلِ ولا کا چہرا
اور جگمگا رہا ہے دینِ خدا کا چہرا
زینبؑ ترے کرم سے اسلام کے اُفق پر
مثلِ قمر ہے روشن فرشِ عزا کا چہرا

۱۰۶

منفرد برسرِ دربار ہے حملہ جسکا
ڈھل گیا لحنِ یدُاللّٰہ میں لہجہ جسکا
اس کی آواز تو بے پردہ نہیں ہوسکتی
"بن گیا تیغِ علیؑ شام میں خطبہ جسکا"

۱۰۷

تو کربلا سے سوئے شام کیا گئی زینبؑ
ہر ایک موڑ کو آساں بنا گئی زینبؑ
بس ایک صبر و تحمّل کی پھونک سے اپنی
چراغِ مقصدِ باطل بجھا گئی زینبؑ

۱۰۸

اُس طرف بارشِ سنگِ ظلم وستم اس طرف دیں کی توقیر کا آئینہ
اب ترے ہاتھ میں ہے اے بنتِ علیؑ مقصدِ شاہِ دلگیر کا آئینہ
جونہی تیری فصاحت کا طوفان اٹھا گردِ ظلم وستم خود بخود ہٹ گئی
مثلِ ماہِ منور چمکنے لگا دینِ احمدؐ کی تقدیر کا آئینہ

۱۰۹

صبر و حلم و عزم و ہمت میں جریؑ سے کم نہ تھیں
ثانیٔ زہراؑ ہدایت میں نبیؐ سے کم نہ تھیں
صرف مردوں کو شریعت نے دیا حکمِ جہاد
ورنہ زینبؑ بھی شجاعت میں علیؑ سے کم نہ تھیں

۱۱۰

روشن چراغِ فاتحِ خیبر ہے چار سو
خوشبوئے باغِ مقصدِ سروڑ ہے چار سو
زینبؑ کی محنتوں کا نتیجہ کہو اسے
پھیلا ہوا جو دینِ پیغمبرؐ ہے چارسو

۱۱۱

سجدے میں زیرِ تیغ ہے قرآنِ کربلا
تسبیح پڑھ رہے ہیں شہیدانِ کربلا
ارضِ بلا پہ کیسے تیمّم کرے بہن
بھائی کے خوں میں غرق ہے میدانِ کربلا

۱۱۲

سلامِ فاطمہؑ جب شاہ غازیؑ کو سناتے ہیں
جری تعظیم کو سجدے میں سر اپنا جھکاتے ہیں
جنابِ سیدہؑ شبیرؑ کا جھولا جھلاتی ہیں
مگر شبیر خود عباسؑ کا جھولا جھلاتے تھیں

۱۱۳

معراج غم ہے ماتم عباسؑ کیجئے
جز مجلسوں کے اور نہ کوئی آس کیجئے
اور ٹھنڈا پانی جب کبھی تم کو نصیب ہو
کرب و بلا کی پیاس کا احساس کیجئے

۱۱۴

حسینؑ شہرِ ہدایت ہیں باب ہے عباسؑ
شجاعتوں کی مکمل کتاب ہے عباسؑ
جلال و صبر و تحمل میں عزم و ہمت میں
سراپا شیر خدا کا شباب ہے عباسؑ

۱۱۵

عزم و ایثار وفاؤں کی بقا ہے عباسؑ
اور تو سورۂ احزاب کی با ہے عباسؑ
کفر منہ ڈھانپ کر ہر وقت یہی کہتا ہے
تجھ سے ہی بیعتِ فاسق کی فنا ہے عباسؑ

۱۱۶

تو جمال رخ حیدرؑ کی چمک ہے عباسؑ
اور انوار امامت کی جھلک ہے عباسؑ
طائر فکر پہنچتا نہیں تجھ تک میرا
میں زمیں ہوں تو وفاؤں کا فلک ہے عباسؑ

۱۱۷

جہاں کو پانی ، پانی کو حیات دین کو بقا
نہ جانے کیا کیا دیدیا وفاؤں کے امامؑ نے
جری کے ہاتھ کٹ گئے تو کیا ہوا یزیدیو
ہزار ہاتھ اُٹھ رہے ہیں اک علم کو تھام نے

۱۱۸

عباسؑ باوفا کی جہاں تک نظر گئی
شامی سپاہ خوف کے مارے بکھر گئی
رکھا قدم جو نہر پہ حیدرؑ کے لال نے
فوج یزید موت سے پہلے ہی مر گئی

۵۲

ہے شرم سے فرات کا منظر ہوا ہوا
برتر کے سامنے ہوئے کمتر ہوا ہوا
دیکھا جو شیر حیدرؑ کرارؑ کا جلال
پل میں ہوا یزید کا لشکر ہوا ہوا

۱۲۰

علقمہ پر آگیا جب فاتح خیبر کا لالؑ
خوف سے اک ایک ظالم کا کلیجہ ہل گیا
بھاگنے کی مشق اُنچالیس دن خیبر میں کی
بزدلوں کو گھاٹ پر اک اور موقع مل گیا

۱۲۱

اپنی تلوار کو عباسؑ جو حرکت دیتے
ظلم کو سانس بھی لینے کی نہ مہلت دیتے
تیغ عباسؑ سے کٹ جاتا یزیدی لشکر
گر حسین ابن علی جنگ کی اجازت دیتے

۱۲۲

پہلے نقوش بیعت فاسق مٹادیے
پیاسے تھے خود فرات کو پانی پلادیے
بے دست ہو نہ جائے کہیں دین مصطفےٰ
عباسؑ نے یہ سوچ کے شانے کٹادیے

۱۲۳

جب وفا کی آنکھوں سے اشک نہر میں برسے
کٹ کے رہ گیا پانی آنسوؤں کے خنجر سے
باوفا نے دریا کو دے کے پیاس کا صدقہ
تشنگی بجھائی ہے صبر کے سمندر سے

۱۲۴

اشقیا کو خط شمشیری کے باہر رکھ دیا
یوں غرور اہل باطل کو کچل کر رکھ دیا
غیض کے عالم میں حکمِ زینبِ دلگیرؑ پر
باوفا نے صبر کی آغوش میں سر رکھ دیا

۱۲۵

جب علمبردار نے پانی کو دیکھا دیر تک
نہر میں آیا نظر عکس سکینہ دیر تک
خشک مشکیزہ جو ڈالا نہر میں عباس نے
مشک سے بھی العطش کا شور اٹھا دیر تک

۱۲۶

ظلم نے کاٹا گلا جب حسرتوں کا یاس کا
مثل گل مرجھا گیا ہر ایک چہرا پیاس کا
چھوگئی مشک سکینہؑ یا چھدا قلب جری
بہہ رہا ہے مشک سے خونِ جگر عباسؑ کا

۱۲۷

نہر سے کہدے کوئی عباسؑ میرا نام ہے
اہلبیت پاکؑ کی سقائی میرا کام ہے
کس طرح پانی سے میری تشنگی بیعت کرے
باوفا کنیت ہے میری اور لقب اسلام ہے

۱۲۸

کتنا عالی تر ہے تیرا مرتبہ اسلام میں
تیری خوشبوئے وفا ہے دیں کے ہر پیغام میں
تیرے آنے کی خبر سن کر ہوا لشکر فرار
جانے کیسا رُعب ہے عباسؑ تیرے نام میں

۱۲۹
علم کو تھام کے خیمے سے اک دلیر چلا
غرور، بیعتِ فاسق کا کرنے زیر چلا
بکھر بکھر گیا گھبرا کے گیدڑوں کا ہجوم
سوئے فرات جو شیر خدا کا شیرؑ چلا

۱۳۰
کلامِ شاہؑ کو حق کا کلام جانے ہے
ہے کیا بلندیٔ حکمِ امام جانے ہے
جسے وفاؤں کا پروردگار کہتے ہیں
وہی حسینؑ کا خود کو غلام جانے ہے

۱۳۱
جی بھر کے نور وجہ وفا دیکھنے لگے
رُعب و جلال، صبر و رضا دیکھنے لگے
ام البنینؑ کے لال کو آغوش میں لئے
شبیر فاطمہؑ کی دعا دیکھنے لگے

۱۳۲
اے ساقیہ پلادے مجھے جام آج پھر
لکھوادے مئے کشوں میں میرا نام آج پھر
میخانۂ وفا کا میں کرتا رہوں طواف
تشنہ لبی بادہ کشی کا باندھ کے احرام آج پھر

۱۳۳
جاگتی آنکھیں ہیں روشن فکر دل بیدار ہے
باوفا کے ذکر میں یوں زندگی سرشار ہے
کیوں نہ خوشبوئے وفا کرتی رہے میرا طواف
میرا دل تو روضۂ عباسؑ کا زوّار ہے

۱۳۴
ظالمو کرب و بلا میں نہ پدھارے ہوتے
جیتے جی ایسے نہ تقدیر کے مارے ہوتے
روک لی تیغ کو غازی نے بحکمِ زینبؑ
ورنہ تم کب کے جہنم کو سدھارے ہوتے

۱۳۵
لحن داؤدؑ فکرِ رسا چاہئے
حفظ قرآن کو حافظہ چاہئے
میں ہوں قاری وفاؤں کے قرآن کا
''اس سے بڑھ کر مجھے اور کیا چاہئے''

۱۳۶
تشنگی کے وزن کو دریا اٹھا سکتا نہیں
اس لئے تشنہ لبوں کے کام آسکتا نہیں
چوم کر عباسؑ کا چلّو یہ بول اٹھی فرات
ظلم اب مجھ پہ کبھی پہرا بٹھا سکتا نہیں

۱۳۷

روشن ہوا جو عکس سکینہؑ فرات میں
چمکی ہے مشک مثل نگینہ فرات میں
خوشبو وفا کی پانی سے کیوں کر نہ آئیگی
ٹپکا ہے باوفاؑ کا پسینہ فرات میں

۱۳۸

تھا کتنا درد سکینہ کی نوحہ خوانی میں
ہے العطش کی صدا نہر کی روانی میں
جریؑ نے نہر کو اک مشک میں سمیٹ لیا
نظر جو آگیا پیاسوں کا عکس پانی میں

۱۳۹

بعدِ عصرِ عاشورہ ظلم بڑھ گیا اتنا
ہوگیا سکینہؑ کا پھول سا بدن زخمی
گردن سکینہؑ کے زخم مسکرا اٹھے
شدت مصیبت سے ہوگئی رس زخمی

۱۴۰

نظر آتا نہیں کوئی امید و آس کا چہرا
بمثل گل کہیں مرجھانہ جائے پیاس کا چہرا
خدارا نہر تک پہنچادے اب قسمت سکینہ کو
سکوں مل جائے شاید دیکھ کر عباسؑ کا چہرا

۱۴۱

زہراؑ کا نور عین سکینہ کی گود میں
کچھ دیر پانے چین سکینہؑ کی گود میں
ظالم نے امتحانِ محبت جونہی لیا
آیا سر حسینؑ سکینہؑ کی گود میں

۱۴۲

آئینہؑ کردار سکینہؑ سے عیاں ہے
آزادی اسلام کا راز اس میں نہاں ہے
ہر سانس مری کیوں نہ بچھائے صف ماتم
دل میرا سکینہؑ کی محبت کا مکاں ہے

۱۴۳

دربار میں یوں دین محمدؐ کا بیاں ہے
آغوش سکینہ ہی مری جائے اماں ہے
سر باپ کا سہلا کے دعا دیتی ہے مجھ کو
شبیرؑ کی بیٹی ہے کہ اسلام کی ماں ہے

۱۴۴

سطحِ دریا پہ وفا اپنی نگاہیں ڈال کر
دیکھتی ہے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر
آج بھی مشک سکینہؑ سورہی ہے چین سے
پرچم عباسؑ کی باہوں میں باہیں ڈال کر

۱۴۵

جس کی لب فرات اُجاگر وفا ہوئی
اس باوفاؑ پہ ساری خدائی فدا ہوئی
جانے چچا بھتیجی میں وہ کتنا پیار تھا
اب تک علم سے مشک نہ ہرگز جدا ہوئی

۱۴۶

کریں گے تذکرے شانِ وفا کے
کہ ہم قاری ہیں قرآن وفا کے
علم غازیؑ کا اور مشک سکینہؑ
یہ دو پلّے ہیں میزان وفا کے

۱۴۷

دھیرے دھیرے رُخ افلاک سے پردہ اٹھا
اور تعظیم کو ہر ایک فرشتہ اٹھا
میں نے جب مجلس سرورؑ میں اٹھایا پرچم
خلد میں پرچم عباسؑ کا پنجہ اٹھا

۱۴۸

صبح کا بھولا ہوا شام ڈھلے گھر پہنچا
ہر عزادار حسینیؑ سرِمحشر پہنچا
حشر میں بعدِ عزا [illegible] ماتم سرورؑ کا جلوس
لے کے عباسؑ کا پرچم لب کوثر پہنچا

۱۴۹

رُکا ہے برسر محشر ملائکہ کا جلوس
شریک ماتم سرورؑ ہے انبیاؑ کا جلوس
اٹھا کے پرچم عباسؑ اپنے کندھوں پر
سوئے بہشت چلا ماتم و عزا کا جلوس

۱۵۰

زمانہ بدلا کرے لاکھ رنگ بدعت کے
حسینیوں کے ارادے بدل نہیں سکتے
یہ آگ بھی ہے وفادار باوفا کی قسم
علم ہو ہاتھ میں تو پاؤں جل نہیں سکتے

۱۵۱

جس میں ہو نصرٌ من اللہ وہ پھریرا چاہئے
اور علم میں پنجتنؑ والا ہی پنجہ چاہئے
ہر کسی سے پرچم اسلام اُٹھ سکتا نہیں
بازوئے عباسؑ کا اس کو سہارا چاہئے

۱۵۲

رات بھر یوں حسرتوں کی وادیوں میں کھوگئے
صبح نا اُمید ہوکر عمر ساری سوگئے
جن بھگوڑوں کو علم نہ مل سکا خیبر کے دن
آج ان سب کیلئے انگور کھٹے ہوگئے

۱۵۳

حقا کے اب تک بقائے دین ہے زہراؑ کی نسل میں
بشیرؑ ہیں محافظ اسلام اصل میں
کرب و بلا میں نصرت شبیر کیلئے
پھر سے رسولؐ آگئے اکبرؑ کی شکل میں

۱۵۴

چودہ سو سال پہلے نہ ٹی وی کا تھا وجود
پھر کیسے کربلا میں مدینہ دکھائی دے
اعجاز شاہؑ یہ ہے کہ دو انگلیوں کے بیچ
اکبرؑ کو صاف چہرۂ صغراؑ دکھائی دے

۱۵۵

چلا جو حُر جری پائے ابن حیدرؑ تک
نگاہ و فکر گئی خوبیٔ مقدر تک
اذاں نہ دیتے اگر ہم شبیہ پیغمبرؐ
تو کوئی یہ صبح نہ ہوتی قیام محشر تک

۱۵۶

سپاہ دین اور اہل حرم کا پاسباں نکلا
سکون قلب ارمان دل شاہ زماںؑ نکلا
جدا چشم شہ دیں سے ہوئی اس وقت بینائی
سوئے مقتل خیام شاہؑ سے جب نوجواں نکلا

۱۵۷

بکھری پڑی ہے دشت میں تفسیر محمدؐ
کرب و بلا میں لُٹ گئی جاگیر محمدؐ
اب کس طرح نبیؐ کی زیارت کرے حسینؑ
نیزوں کی زد میں آگئی تصویر محمدؐ

۱۵۸

اشک غم حسینؑ کو آنکھوں میں پال کے
رکھتے ہیں یہ امانت زہرا سنبھال کر
اکبرؑ ! عزائے شاہ پڑا جائے آنچ گر
رکھ دیں گے ہم بھی اپنے کلیجے نکال کے

۱۵۹

روز عاشور میں ہدایت کا اُجالا بن کر
صبح نکلی ہے محبت کا خلاصہ بن کر
دیکھ کر حُر نے مقدر کو سراپا زخمی
علی اکبرؑ کی اذاں گونجی مسیحا بن کر

۱۶۰

ہوا ٹھہری فلک ٹھہری زمیں ٹھہری زماں ٹھہرا
سمندر کے قریں جب تشنگی کا کارواں ٹھہرا
زبانیں بند دل تڑپے ہے ، لہو روتا رہا لشکر
سر میدان رجز پڑھتا ہوا جب بے زباں ٹھہرا

١٦١
وقف یہ میری زباں تو بے زباں کے نام ہے
اصغر بے شیر کی مدحت ہی میرا کام ہے
دیکھ کر اصغر کو شہ کی گود میں ایسے لگا
دامن شبیرؑ سے لپٹا ہوا اسلام ہے

١٦٢
ادھر اک تشنہ لب نے پانی مانگا
اُدھر سے حُرملہ کا تیر آیا
جواب تیر میں اصغر نے ہنس کر
ستم کو موت کا پانی پلایا

١٦٣
حرملا کیا صرف مجھ کو بے زباں سمجھا ہے تو
عزم و ہمت کا کوہ ہمالہ میں ہوں اور زرّہ ہے تو
اک تبسم ہی سے کر دونگا میں تیرا خاتمہ
سامنے میرے فنون جنگ میں بچہ ہے تو

١٦٤
بولتا قرآں ہے یوں دست شہ ذیشان میں
سورۂ کوثر ہو جیسے سینۂ قرآن میں
بائے بسم اللہ میں جیسے راز ہے قرآن کا
کربلا کا راز ہے اصغرؑ کی اک مسکان میں

١٦٥
اصغرؑ کی نگاہ غیض و غضب اس پار بھی ہے اُس پار بھی ہے
میدان تبسم میں تنہا خود فوج بھی ہے سردار بھی ہے
ہونٹوں پہ زباں صیقل کر کے اصغرؑ نے کہا میرے بس میں
پڑائی ہوئی اک میان بھی ہے سوکھی ہوئی اک تلوار بھی ہے

١٦٦
دشت بلا میں آج عجب انقلاب ہے
ہر ایک سمت پھیلا ہوا اضطراب ہے
بیعت کے طالبوں کے جگر ہوگئے کباب
اصغرؑ تری ہنسی ہے کہ برق عتاب ہے

١٦٨
لاکھوں کی وہ اُمنڈتی ہوئی فوج نابکار
اک شیرخوار شیر کی ہیبت سے ڈرگئی
تیغ تبسم علی اصغرؑ کی ضرب سے
بیعت تڑپ تڑپ کے سرِ دشت مرگئی

١٦٩
ہنس کے توڑا ستمگروں کا بھرم
رکھ لیا تنہا لشکروں کا بھرم
خون اصغرؑ کے ایک قطرے میں
موج زن ہے سمندروں کا بھرم

۱۷۰

ستم کا تیر چلا جب گلوئے اصغر تک
زمین لرزی فلک کانپا روئے پتھر تک
اشارہ کرتے اگر تشنہ لب علی اصغر
فرات کیا ہے اُتر آتا حوض کوثر تک

۱۷۱

ہے عزاداروں پہ احساں زینب دلگیرؑ کا
ہم کو سکھلایا سلیقہ ماتم شبیرؑ کا
ہاتھ سینوں پر اگر بچوں کے ہوں تو جان لو
کررہے ہیں وہ بھی ماتم اصغر بے شیرؑ کا

۱۷۲

شاہ اصغرؑ کو رن میں لاتے ہیں
دل فرشتوں کے تھر تھراتے ہیں
بے زباں تیر کھا کے ہنستا ہے
اہلِ [illegible] شر انگلیاں چباتے ہیں

۱۷۳

کم سن ہے شیر خور ہے جذبہ جوان ہے
اس کی ہنسی میں دین محمدؐ کی جان ہے
ہونٹوں سے بے زباں کے برستی ہے تشنگی
گویا صغیرؑ پیاس کا اک آسمان ہے

۱۷۴

تیور بتارہے ہیں یہی شیر خوارؑ کے
تا حشر ہونگے چرچے تبسم کے وار کے
اب دیکھ تیری فوج کا انجام ائے یزید
اصغرؑ کریگا جنگ بنا ذوالفقار کے

۱۷۵

باغ وحدت کو تازگی دیدی
لب فردوس کو ہنسی دیدی
صرف چھ ماہ جی کے اصغر نے
حشر تک دیں کو زندگی دیدی

۱۷۶

جب رُخ بے شیرؑ پر چمکی کرن عباسؑ کی
آرزو پوری ہوئی تشنہ دہن عباسؑ کی
فتح کرلی کربلا بے شیرؑ نے یہ سوچ کر
شام و کوفہ فتح کریگی بہن عباسؑ کی

۱۷۷

یہ کیسا عزم ہے جو بار بار ہنستا ہے
اجل کی گود میں بے اختیار رہتا ہے
کہا یزید سے بیعت نے اب سوال نہ کر
تری شکست پہ اک شیر خوار ہنستا ہے

(۱۷۸)

حرملا کو تیر اندازی بڑی مہنگی پڑی
اک مجاہد کی ادائے جنگ بھی مہنگی پڑی
فتح پائی دین نے اور کفر نے کھائی شکست
بیعت فاسق کو اصغرؑ کی ہنسی مہنگی پڑی

(۱۷۹)

وزن جانے کتنا ہے اک ہنسی کی ضربت کا
تخت ہوگیا تختہ شام کی حکومت کا
بے زباںؑ نے بیعت کی کاٹ دی زباں ہنس کر
حشر تک نہ اُٹھیگا پھر سوال بیعت کا

(۱۸۰)

جو شیر خوارؑ نے ڈالی نگاہ مقتل میں
تڑپ کے رہ گئی شامی سپاہ مقتل میں
وہ جنگ کرب و بلا کی ادھوری رہ جاتی
اگر صغیرؑ کو لاتے نہ شاہ مقتل میں

(۱۸۱)

کئی ہزار ظالموں کے درمیان دشت میں اکیلا چھ مہینے والا ویر مسکرائیگا
عدو کی بزدلی پہ اور ستمگروں کے حال پر شجاعتوں کا اک مہ منیر مسکرائیگا
حسینؑ کی اُمنگ پر علیؑ کے رنگ ڈھنگ میں لڑیگا جنگ بے زباں تو دنگ ہو گئے دو جہاں
تڑپ کے روئیں گے عدو یزید ہار جائیگا اجل کی گود میں جو نھی صغیرؑ مسکرائیگا

(۱۸۲)

دشت میں ششماہے کو جب لے کے آئی تشنگی
لاکھوں خوں خواروں کو ہنس کر خوں رُلائی تشنگی
پیاس کے عالم میں کھاکر تیر ظلم وجور کا
صبر کے دریا سے اصغرؑ نے بجھائی تشنگی

(۱۸۳)

قرآن کے ہونٹوں پہ تبسم کی اذاں ہے
نبیوںؑ کا اماموںؑ کا بھرم اس میں نہاں ہے
یہ طرز تکلم ہے لب دین پہ گویا
اسلام کے منہ میں علی اصغرؑ کی زباں ہے

(۱۸۴)

کم سنی خشک زباں لب پہ پھرادیتی ہے
ظلم کو رونے پہ مجبور بنا دیتی ہے
فاتح کرب و بلا کون ہے گر پوچھے کوئی
کربلا بس علی اصغرؑ کا پتہ دیتی ہے

(۱۸۵)

نام اصغرؑ سے دن نکلتے ہیں
ذکر کرب و بلا میں ڈھلتے ہیں
پوچھو اصغرؑ کے خون ناحق سے
کس کے صدقے میں لوگ پلتے ہیں

۱۸۶

سلسبیل و کوثر کی سرحدیں نہیں ہوتیں
تشنگئ اصغرؑ کی سرحدیں نہیں ہوتیں
انتہا کو پاکر بھی ظلم ہوگیا محدود
صبر کے سمندر کی سرحدیں نہیں ہوتیں

۱۸۷

پیاس بولی کیا بساط لشکر کفار ہے
چل علی اصغرؑ تبسم ہی تری تلوار ہے
صبر ہے محو تبسم ظلم ہے گریہ کناں
اے زمانہ بول کس کی جیت کس کی ہار ہے

۱۸۸

صبر نے تبسم کو کہکشاں بناڈالا
کربلا کی دھرتی کو آسماں بناڈالا
بے زبان ''اصغرؑ'' نے ہونٹ سی کے بیعت کے
ہر یزید دوراں کو بے زباں بناڈالا

۱۸۹

حسینیؑ قافلے میں جب ہوا ششماہا بھی شامل
مکمل ہوگئی فہرست شہدا کی بہتر تک
مشیت کا تقاضہ تھا گلا ہنس کر دیا ورنہ
کہاں ممکن تھا تیر حرملا آجائے اصغر تک

۱۹۰

دشت میں اُتر آیا چاند جب شجاعت کا
موت پر بھی سناٹا چھاگیا تھا ہیبت کا
راہ حق میں قاسمؑ نے جان دے کے بتلایا
شہد سے بھی شیریں ہے ذائقہ شہادت کا

۱۹۱

میں حسنؑ کا بیٹا ہوں نور ہوں ہدایت کا
فرض اب نبھاؤں گا باپ کی نیابت کا
اے لعینو ہوجاؤ موت کیلئے تیار
آج فن دکھاؤں گا حیدریؑ شجاعت کا

۱۹۲

سن تیرہ سال کا ہے جوانی نئی نئی
اور اس کی ہر اُمنگ سبھوں کو لگی نئی
قاسمؑ نے پی کے جام شہادت کو شوق سے
خود موت کو بھی بخش دی اک زندگی نئی

۱۹۳

دشمن انسانیت کے چہرے پیلے پڑگئے
سورماؤں کی زبانوں پر بھی تالے پڑ گئے
عونؑ و جعفرؑ کی جلالت اور وہ تیور دیکھ کر
خوف سے اہل جفا کو دل کے دورے پڑگئے

۱۹۴
گھاؤ جو دل پر بہتر کے ہیں وہ بھرتے نہیں
داستاں کرب وبلا کی ہم بھلا سکتے نہیں
صبح عاشورہ سے لے کر عصر کے ہنگام تک
اس طرح منزل پہ آ کر قافلے لٹتے نہیں

۱۹۵
کیا سے کیا کربلا کی زمیں ہوگئی
قبلۂ عرش خلدِ بریں ہوگئی
خاک کربل پہ اک سجدہ جس نے کیا
مثلِ مہتاب اس کی جبیں ہوگئی

۱۹۶
کربلا میں ہر طرف ہے جنگ کا بازار تیز
رن کی جانب سیّد الشہدآ کی ہے رفتار تیز
موت کی رفتار سے بھی بڑھ کے فوج شام پر
چل رہی ہے حضرت شبیرؑ کی تلوار تیز

۱۹۷
تشنگی فاقہ کشی ظلم و جفا بھولے نہیں
عزم و ہمت ، صبر و ایثار و وفا بھولے نہیں
بھول بیٹھے ہیں ہزاروں داستانیں دہر کی
آج تک ہم داستانِ کربلا بھولے نہیں

۱۹۸
جلا رہے ہیں وفا کے چراغ پانی پر
دکھائی دیتے ہیں غم کے سراغ پانی پر
طمانچہ پانی کے منہ پر جو پیاس نے مارا
بشکل موج ہیں اب تک وہ داغ پانی پر

۱۹۹
زندگی سے اس قدر نازک ہے رشتہ پیاس کا
تشنہ لب ہی جانتا ہے کیا ہے رتبہ پیاس کا
یوں تو دریا کا کنارہ ڈھونڈنا آسان ہے
مل نہیں سکتا زمانے کو کنارہ پیاس کا

۲۰۰
یہ عزا خانہ سمندر ہے چھلکتا پیاس کا
ایک اک غمخوار ہے اک اک جزیرہ پیاس کا
یہ عزاداری مکمل ہو نہیں سکتی کبھی
جب تک مجلس میں چھڑ جائے نہ قصہ پیاس کا

۲۰۱
جب لب دریا بڑھا میں نے قصیدہ پیاس کا
سُن سُنایا خود سمندر نے ترانہ پیاس کا
پڑھ رہی ہے آج بھی عباسؑ کی حسرت نماز
تپتے ساحل پر بچھا کر اک مصلّٰی پیاس کا

۲۰۲

ہم جب بھی سوئے کرب و بلا دیکھنے لگے
دست وفا کو محوِ دعا دیکھنے لگے
جب لادوا مرض نے پریشاں کیا ہمیں
تب خاک کربلا میں شفا دیکھنے لگے

۲۰۳

خاک شفا سے اپنے سجدے مہک رہے ہیں
گویا کہ نقش پائے عابد چمک رہے ہیں
پانی کی یہ سبیلیں شربت بھرے یہ ساغر
یوں لگ رہا ہے جام کوثر چھلک رہے ہیں

۲۰۴

ذکر کعبے کا ہو ذکر کربلا کے ساتھ ساتھ
ہے عبادت کا مزہ فرش عزا کے ساتھ ساتھ
پرچم عباسؑ ہی کے زیر سایا دہر سے
خلد میں جاؤں گا میں خاک شفا کے ساتھ ساتھ

۲۰۵

صدا یہ دیتے ہیں جذبات و حوصلے اپنے
غموں کی راہ میں ٹھہرے ہیں قافلے اپنے
عزائے سید ابرارؑ کی بقا کیلئے
چھری کی دھار پہ رکھ دیں گے ہم گلے اپنے

۲۰۶

ہم غم شبیرؑ سے ہرگز جدا ہوتے نہیں
بے وفائی شمع سے پروانے کرسکتے نہیں
اے عزادارو یہ لکھ دو خوں سے ہر دیوار پر
ماتم سرورؑ کے منکر پھولتے پھلتے نہیں

۲۰۷

اشک آنکھوں سے غم شہ میں بہا کرتے ہیں
پھر وہ رمال میں زہراؑ کے پلا کرتے ہیں
دل عزاداروں کے توڑو نہ کبھی مجلس میں
کیونکہ دل ان کے عزاخانے ہوا کرتے ہیں

۲۰۸

مقصد حسینؑ کا اے عزادار عام کر
اپنی زباں کی تیغ کو اب بے نیام کر
نوحوں کی ان صداؤں سے ماتم کی گونج سے
ہر دور کے یزید کا جینا حرام کر

۲۰۹

عزت بُرے صفات میں کل تھی نہ آج ہے
تبدیلی دن و رات میں کل تھی نہ آج ہے
اہل عزا کی دشمن سرورؑ سے دوستی
یہ رسم کائنات میں کل تھی نہ آج ہے

۲۱۰

دم عزائے شہ ابرارؑ کا بھرنے والے
روز باطل سے وہ ہرگز نہیں ڈرنے والے
مقصد شہؑ پہ کبھی آنچ نہیں آسکتی
ابھی تیار ہیں اسلام پہ مرنے والے

۲۱۱

دعائے دختر خیر الوریٰؑ کا فلسفہ کیا ہے
عزائے سید الشہداؑ میں جینے کا مزا کیا ہے
خدایا جو فقط مومن کو خوش کردے وہ باعظمت
اگر زہراؑ کو خوش کردے تو اس کا مرتبہ کیا ہے

۲۱۲

یہ اہتمام عزا صبح و شام ہونے دو
جہاں میں مجلس سرورؑ مدام ہونے دو
ہمارے جینے کا مقصد ہے بس غم سرورؑ
اسی میں عمر ہماری تمام ہونے دو

۲۱۳

عزا خانوں کی دیواریں اذانیں گن گناتی ہیں
شہید کربلا پر مسجدیں نوحہ سناتی ہیں
عزاداری تہہ خنجر بھی پڑھتی ہے نمازوں کو
نمازیں آگ پر بھی مجلس سرورؑ مناتی ہیں

۲۱۴

دونوں عالم کی حفاظت جس کی سرداری سے ہے
دین پیغمبرؐ کا چرچہ اس کی غمخواری سے ہے
جیسے قرآں کو ہے رشتہ اہلبیتؑ پاک سے
اس طرح نسبت نمازوں کو عزاداروں سے ہے

۲۱۵

یہ مجلس عزائے حسینؑ غریب ہے
اس غم میں جو شریک وہ خوش نصیب ہے
جنت کی آرزو ہو تو مجلس میں آیئے
فرش عزا سے خلد بہت ہی قریب ہے

۲۱۶

بزم عزا میں شامل اہل فلک رہے ہیں
فرش عزا پہ غم کے تارے چمک رہے ہیں
ہر سمت چھارہی ہے کرب و بلا کی خوشبو
کچھ اس طرح سے داغ ماتم مہک رہے ہیں

۲۱۷

صف ماتم بچھائے غم کے دیوانے نظر آئے
چراغ مجلس سرورؑ کے پروانے نظر آئے
عزاداروں کے سینوں سے ٹپکتے خون کے قطرے
برنگ سرخ وہ تسبیح کے دانے نظر آئے

۲۱۸

اے کلمہ گو رسولؐ سے گر تجھ کو پیار ہے
پھر آرزوئے خلد میں کیوں بے قرار ہے
جنت ملیگی نقد میں آ مجلسوں میں آ
جو آسمان پر ہے وہ جنت اُدھار ہے

۲۱۹

زمانے کے حوادث سے نہ گھبراتے ہیں پروانے
سلگتی دھوپ ہو تو بھی چلے آتے ہیں پروانے
عزاداروں کی ہے فرش عزا ہی آخری منزل
جہاں پر شمع روشن ہے وہیں جاتے ہیں پروانے

۲۲۰

فطرتاً جو در زہرا کے گدا ہوتے ہیں
غم سرورؑ سے بھلا کب وہ جدا ہوتے ہیں
دیکھئے شاہؑ کے پروانوں کی بے تابی کو
کس طرح شمع عزا پر وہ فدا ہوتے ہیں

۲۲۱

جونہی فلک پہ ماہ عزا دیکھنے لگے
اہل عزا کو محوبکا دیکھنے لگے
اک مجلس حسینؑ میں آکر خلیل حق
ستر ہزار حج کی جزا دیکھنے لگے

۲۲۲

ہم حسینؑ والے ہیں غم سے پیار کرتے ہیں
پتھروں کی آنکھوں کو اشک بار کرتے ہیں
فرش مجلس سرورؑ اپنے گھر بچھا کر ہم
فاطمہؑ کے آنے کا انتظار کرتے ہیں

۲۲۳

نہ ذہن جلتے ہیں اور نہ دماغ جلتے ہیں
نہ آنکھ جلتی نہ سینوں کے داغ جلتے ہیں
جلائے جاچکے جب سے حسینؑ کے خیمے
دلوں میں ماتم شہؑ کے چراغ جلتے ہیں

۲۲۴

غم یہ زینبؑ کی امانت ہے خیانت نہ کرو
دشمنان غم سرورؑ سے محبت نہ کرو
کہیں ناراض نہ ہوجائیں جناب زہراؑ
تعزیہ داری میں تھکنے کی شکایت نہ کرو

۲۲۵

غم حسینؑ کو سینے میں پال رکھا ہے
یہ کربلا کی امانت سنبھال رکھا ہے
اگر حسینؑ نہ ہوتے تو دیں کا کیا ہوتا
خدا کے آگے یہ میں نے سوال رکھا ہے

۲۲۶ جگمگاتے ہیں ستارے ماہ تاباں کے قریب
رہتے ہیں پروانے بھی شمع فروزاں کے قریب
یوں مرے دل سے غم شبیرؑ کا ہے رابطہ
جیسے ہے میرا خدا میری رگ جاں کے قریب

۲۲۷ بغض کینہ اور ظلمت ہے ستمگاروں کے پاس
عشق، جذبہ، اور شہادت ہے وفاداروں کے پاس
کربلا کے بعد ہم مرجاتے گھٹ کر مجیبؔ
گر غم سرورؑ نہ ہوتا ہم عزاداروں کے پاس

۲۲۸ ازل سے جام محبت کو پی رہا ہوں میں
سرور غم کا گرفتار ہی رہا ہوں میں
نہ جانے زیست مری کب کی مٹ گئی ہوتی
غم حسینؑ کا صدقہ ہے جی رہا ہوں میں

۲۲۹ خوشی سے کوئی سروکار ہی نہیں مجھ کو
وہ اور ہونگے جو اک اک خوشی کو ترسیں گے
غم حسینؑ میں یوں ڈھل گئی ہے زیست مری
مسرتوں کو نچوڑوں تو اشک برسیں گے

۲۳۰ میں مجلس حسینؑ کا اک جاں نثار ہوں
دیدار کربلا کیلئے بے قرار ہوں
خوشیوں سے کہہ دو وہ نہ رہیں میری تاک میں
میں ابتداء سے ہی غم شہؑ کا شکار ہوں

۲۳۱ صدیوں سے تشنہ لب ہوں میں عاشور کی طرح
تھمتے نہیں ہیں اشک بھی میرے کسی طرح
اہل عزا سے کہتی ہے سر پیٹ کر فرات
روؤ غم حسینؑ میں تم بھی مری طرح

۲۳۲ تو اپنے حفظ میں رکھ شہ کے غم گساروں کو
جناب نوحؑ کا دے عزم نوحہ خوانوں کو
غم حسینؑ میں رونے کے واسطے یارب
حیات خضرؑ بھی کم ہے حسینؑ والوں کو

۲۳۳ ذکر شبیرؑ کو ہونٹوں پہ سجائے رکھنا
داغ ماتم کو بھی سینوں پہ سجائے رکھنا
فاطمہؑ زہرا تمہیں آکے دعائیں دیں گی
گوہر اشک کو پلکوں پہ سجائے رکھنا

۲۳۴
غم شہ میں اٹھا جو آنکھ میں طوفان اشکوں کا
بنایا ہم نے اپنی زیست کو عنوان اشکوں کا
کھلے گا دفتر اعمال جب میدان محشر میں
شفاعت کیلئے لے جائیں گے دیوان اشکوں کا

۲۳۵
فرش عزا تو عرش بریں ہے قلب بنا ہے غم کا سمندر
شاہؑ کا غم ہے آب نیساں آنکھ صدف ہے اشک ہیں گوہر
حشر میں جب بازار سجے گا ان کو خریدے گا خالق
ہر موتی کے بدلے ملے گا ہم کو جناں میں اک اک گھر

۲۳۶
مجھ سے فقط اے دنیا والو فرش عزا کی بات کہو
سبط نبیؐ کی خاک کف پا میرے لئے سوغات کہو
شمع عزا کا پروانہ ہوں مجھ کو کہو غمخوار حسینؑ
آنکھوں کو افلاک کہو اور اشکوں کو برسات کہو

۲۳۷
ہوئیں پُر نور آنکھیں جگمگائے گال اشکوں سے
یقیناً تر بہ تر ہے فاطمیؑ رومال اشکوں سے
نمازیں پڑھ رہا ہوں رو کے یاد سجدۂ شہ میں
فرشتے لکھ رہے ہیں نامۂ اعمال اشکوں سے

۲۳۸
شہؑ کے غمخواروں کو جنت میں بلایا جائے
عظمت اشک عزا کیا ہے بتایا جائے
حشر میں داور محشر کی ندا گونجے گی
گوہر اشک سے جنت کو سجایا جائے

۲۳۹
آنکھوں کی سرحدوں پر آنسو چھلک رہے ہیں
یا یوں کہوں صدف میں گوہر چمک رہے ہیں
رومال سیدہؑ کا صدقہ نہیں تو کیا ہے
ان آنسوؤں کے دھارے کوثر تلک رہے ہیں

۲۴۰
شبیرؑ کے روضے کو اسلام کا گھر کہیئے
قرآں کو بدن کہیئے شبیر کو سر کہیئے
زہرا کی دعاؤں سے صدقے میں غم شہ کے
آنکھوں کو صدف کہیئے اشکوں کو گہر کہیئے

۲۴۱
غبار پائے علمدارؑ ذی وقار ہوں میں
وہ زین عرش بریں اور خاکسار ہوں میں
فلک بھی پانی کو برسا نہیں سکا اتنا
غم حسینؑ میں جتنا کہ اشکبار ہوں میں

۲۴۲

باوفا کی یاد میں اب تک ہے پیاسی چاندنی
مشک کیا چھیدی گئی ہے زخمی چاندنی
دیکھ کر شام غریباں کا اندھیرا رات بھر
چاند کی آنکھوں سے آنسو بن کے برسی چاندنی

۲۴۳

کربلا کی راہ میں ہیں حسرتوں کے قافلے
پھولتے پھلتے ہیں سینے میں غموں کے قافلے
دل سے ہوکر لب پہ آیا جیسے ہی نام حسینؑ
چشم کی راہوں سے نکلے آنسوؤں کے قافلے

۲۴۴

غم شہ کا عزادار کے سینے میں نہاں ہے
دل میرا عزا خانۂ شاہ دوجہاں ہے
رونے سے مرے کیوں نہ ہو بدعت کا جگر چاک
ہر اشک مرا تیر ہے اور آنکھ کماں ہے

۲۴۵

دروازۂ جنت پہ یہ تفسیر لکھا ہے
فردوس عزا داروں کی جاگیر لکھا ہے
اللہ کے نزدیک وہ انمول رہے ہیں
جن اشکوں کی ہر بوند پہ شبیرؑ لکھا ہے

۲۴۶

الفت آل نبیؐ ہے پاک طینت کی سند
مجلس سبط پیمبرؐ ہے عبادت کی سند
سنت خاتون جنت یہ غم شبیرؑ ہے
اس لئے اشکوں کا ہر قطرہ ہے جنت کی سند

۲۴۷

آنسوؤں کی فوج ہے غم قافلہ سالار ہے
منزل خلد بریں کا راستہ ہموار ہے
خلد تو جاگیر ہے شہؑ کی زمانہ جان لے
جو حسینیؑ ہے وہی فردوس کا حقدار ہے

۲۴۸

جبیں پہ میری بحرف جلی وفا لکھ دو
بگھو کے اشکوں میں خاک شفا شفا لکھ دو
شمار میرا بھی ہوجائیگا شہیدوں میں
مرے کفن پہ ذرا لفظ کربلا لکھ دو

۲۴۹

عزم و ہمت جذبۂ ایثار کی معراج ہے
دار ہے یا میثم تمارؒ کی معراج ہے
کٹ رہی ہے مدحت حیدرؑ میں میثم کی زبان
کیا ثنائے حیدر کرارؑ کی معراج ہے

۲۵۰
اس کی نظر میں آئینۂ معجزات ہے
خواں جناں بھی کونسی حیرت کی بات ہے
چاہے تو وہ زمیں پہ جنت اُتار لے
اتنی بلند حضرت فضۂ کی ذات ہے

۲۵۱
فراز دار پہ یوں میثم تمار بیٹھے ہیں
شہنشاہ سخن جیسے سر دربار بار بیٹھے ہیں
زباں کٹوا کے اپنی عشق نے تو فتح پائی ہے
ستم کی انتہا پاکر بھی خنجر ہار بیٹھے ہیں

۲۵۲
فراز دار، ہستی جلوہ گاہ ناز ہے کس کی
ملک حیران و ششدر ہیں یہ پرواز ہے کس کی
زباں تو کٹ گئی پھر بھی علیؑ کی مداح جاری ہے
خدا جانے زباں یہ صاحب اعجاز ہے کس کی

۲۵۳
ضعیفی کو جوانی میں بدل کر اس قدر آئے
کہ جیسے آسماں پہ ڈوبتا سورج اُبھر آئے
حبیب ابن مظاہرؑ جنگ کے دوران مقتل میں
قضائے دشمن دین خدا بن کر نظر آئے

۲۵۴
عزاداری اثر کرتی ہے ایماں پہ عقیدوں پہ
کہ پانی پھیر دینگے اشک بدعت کی اُمیدوں پہ
حبیب ابن مظاہرؑ کی قسم روز قیامت تک
ضعیفی چھا نہیں سکتی عزاداروں کے جذبوں پہ

۲۴۵
گلے سے یوں لگایا شاہ نے حُر دلاور کو
صراحی جیسے خم ہوکر بھرا کرتی ہے ساغر کو
نگینے کو پرکھتی رہ گئیں اسلام کی نظریں
سلیقے سے تراشا شاہؑ نے حرؑ جیسے پتھر کو

۲۵۶
نصرت شہ میں یہ رتبہ جونؑ کو حاصل ہوا
جو رُخ اسلام کا اک خوبصورت تل ہوا
چہرۂ اسلام کی رونق دوبالا ہوگئی
جونؑ کا خوں جب رگ اسلام میں داخل ہوا

۲۵۷
ہر کوئی نہیں پاتا مرتبہ شہادت کا
دیدیا ثبوت اپنی تم نے پاک طینت کا
جب اذاں اکبرؑ کی گونج اٹھی سر میداں
ہوگیاں عیاں سورج حُر تمہاری. قسمت کا

۲۵۸

حُر جیسا گر کسی کا عقیدہ دکھائی دے
دنیا میں ہی بہشت کا نقشہ دکھائی دے
کرب و بلا ہے نور ہدایت کا آئینہ
اندھے کو بھی نجات کا رستہ دکھائی دے

۲۵۹

وشت بلا میں پھیلے جو انوار کربلا
حُر آگیا ہے بن کے وفادار کربلا
جو ماتم حسینؑ میں ہاتھ اپنے روک لے
حُر کی قسم وہ شخص ہے غدّار کربلا

۲۶۰

اس طرف باطل کی ظلمت اس طرف حق کی ضیاء
سوچتا تھا حُر یہی تاریکیوں میں رات کی
صبح عاشورہ نے ذہن حُر جھنجھوڑا اور کہا
چادر سبط نبیؐ پر دیر پھر کس بات کی

۲۶۱

حجاب ظلم اٹھا کر چلا اماں کی طرف
سقر کی قد سے نکل کر گیا جناں کی طرف
یہ ہے اذان شبیہ رسول حق کی کشش
جو حُر کو کھینچ کر لائی شہ زماں کی طرف

۲۶۲

جہل اور کذب کے چنگل سے نکلنا سیکھو
علم و حکمت کے نگینوں کو پرکھنا سیکھو
حُریت پاگیا یہ کہتا ہوا حُر جریؑ
''اپنی تدبیر سے تقدیر بدلنا سیکھو''

۲۶۳

اے حُر کیا تیری قسمت مسکرائی
مہ تاباں کی صورت مسکرائی
یہ فیض نصرت سبط نبیؐ ہے
جو تیرے حق میں جنت مسکرائی

۲۶۴

کیوں دربدر بھٹکتے ہو جنت کی چاہ میں
جنت ملے گی نقش کف پائے شاہ میں
حُر کی قسم چلے بھی تو آؤ خلوص سے
تقدیریں اب بھی بنتی ہیں اس بارگاہ میں

۲۶۵

ماتم گسارو ماتم شبیرؑ میں ڈھلو
جابرؓ کی طرح چہرے پہ چاک شفا ملو
خون حسینؑ بکھرا ہوا ہے جگہ جگہ
یہ ارض کربلا ہے یہاں سر کے بل چلو

۲۶۶

زانوئے فرش عزا پہ ہو شہادت یارب
حرؑ کی قسمت سے ملا دے مری قسمت یارب
آستانے کے احاطے میں ہو میرا مدفن
تاکہ ہر روز کروں شہ کی زیارت یارب

۲۶۷

جب تک جیوں حسینؑ کی مجلس بپا کروں
آنسو بہاؤں اجر رسالت ادا کروں
لے جارہا ہوں خاک شفا ساتھ اسلئے
جنت میں بھی زیارت کرب و بلا کروں

۲۶۸

دلوں کی حسرتیں، فرش عزا کے درمیاں رکھ دیں
زبانوں کو بھی ہم نے اپنی محوِ حق بیاں رکھ دیں
نہ جانے کب شرف مل جائے زہراؑ کی زیارت کا
عزا خانے کی چوکھٹ پہ ہی ہم نے پتلیاں رکھ دیں

۲۶۹

ذہن میرا کربلا میں جیسے ہی داخل ہوا
مطمئن ذکر حسین ابن علیؑ میں دل ہوا
جب عزا خانے کی چوکھٹ پہ جھکی میری جبیں
شہ کے زواروں میں میرا نام بھی شامل ہوا

۲۷۰

خوش نصیبی ہے کہ غمخواری میں گُم رہتا ہوں
روز و شب شہؑ کی عزاداری میں گُم رہتا ہوں
اے اجل مجھ سے ملاقات نہ کرنا فی الحال
کربلا جانے کی تیاری میں گُم رہتا ہوں

۲۷۱

مجھ کو غم حسین نے وہ حوصلہ دیا
جو زندگی و موت سے لڑنا سکھا دیا
ذکر علیؑ سے نزع میں یوں نیند آگئی
بچے کو جیسے ماں نے کھلونا تھمادیا

۲۷۲

خدا کرے کہ وہ درجہ مجھے غموں میں ملے
مرا حساب شہیدوں کے مرتبوں میں ملے
جریؑ کا واسطہ دے کر اجل سے کہہ دے کوئی
وہ ملنا چاہے جو مجھ سے تو مجلسوں میں ملے

۲۷۳

جہاں بھی اہل عزا شہؑ کا غم مناتے ہیں
فرشتے اپنے پروں کو وہاں بچھاتے ہیں
علم جریؑ کا اٹھاتے ہوئے جو مرجائے
جنازہ ایسے بشر کا ملک اٹھاتے ہیں

۲۷۴

موت جب شہؑ کے عزاداروں سے آملتی ہے
ایسا لگتا ہے کہ خوشبو سے ہوا ملتی ہے
مر کے بھی زندہ ہی رہتا ہے محبِ حیدرؑ
حق کی جانب سے اسے آب و غذا ملتی ہے

۲۷۵

ظالموں کا نام دنیا سے مٹا دیتی ہے موت
اور مظلوموں کو پیغام بقا دیتی ہے موت
زندگی اپنی گزارو ہر گھڑی یہ سوچ کر
ذائقہ ہر نفس کو اپنا چکھا دیتی ہے موت

۲۷۶

زندگی آغاز ہے تو موت ہی انجام ہے
اس جہاں سے اس جہاں کا فاصلہ دوگام ہے
ہے مری ہر سانس مصروف طواف کربلا
زندگی کے سر غمِ شبیرؑ کا احرام ہے

۲۷۷

انسان کی حیات کا دامن ہے تنگ کیوں
کچھ لوگ اپنے سینوں میں رکھتے ہیں سنگ کیوں
جب بھی چھڑیگا موت کے آنے کا تذکرہ
اُڑتا ہے سورماؤں کے چہروں کا رنگ کیوں

۲۷۸

دنیائے لامکان سے ہٹ کر مکیں ہوا
تعمیر جب مکاں مرا زیر زمیں ہوا
مرنے کے بعد ہوگیا یہ راز آشکار
میرا مزار رشک بہشت بریں ہوا

۲۷۹

خوشی اولاد کی ماں باپ کو دولت نظر آئی
خدا کی دی ہوئی سب سے بڑی نعمت نظر آئی
کہ خود کو ڈھال کر دیکھا جو میں ماں کی طاعت میں
مری مادر کے زیر پا مجھے جنت نظر آئی

۲۸۰

سایا سروں سے بچوں کے مادر کا اُٹھ گیا
غم لحہ لحہ ہوتا ہے تازہ بتولؑ کا
مولائے کائنات پہ محشر بپا ہوئی
تاریک شب میں اٹھا جنازل تبولؑ کا

۲۸۱

گر ہو وجود ماں کا تو جنت ہے زندگی
بچوں کے حق میں باپ کی شفقت ہے زندگی
داغ یتیمی کیا ہے یتیموں سے پوچھئے
ماں کے بغیر ایک قیامت ہے زندگی

۲۸۲

سجدۂ حق میں جبیں اپنی جھکادیتی ہے ماں
زندگی کی ہر مصیبت کو بھلادیتی ہے ماں
کربلا کی بھوک کے قصے سنا کر رات بھر
فاقہ کش بچوں کو بہلا کر سُلادیتی ہے ماں

۲۸۳

ہر وقت تو نہ وعظ و نصیحت کی بات کر
ایمان کی عمل کی عقیدت کی بات کر
کچھ بولنے سے پہلے اے واعظ بہ احترام
مجھ سے فقط علی کی ولایت کی بات کر

۲۸۴

نوجوانو اٹھو باطل کے ارادے توڑ دو
اہل بدعت کی زبانیں کھینچو آنکھیں پھوڑ دو
قلعۂ شیطانیت میں پلنے والے کچھ خبیث
کہہ رہے ہیں مجلس سرور منانا چھوڑ دو

۲۸۵

حشر کے میدان میں بہلول دانا مل گیا
خلد میں جانے کا اک موقع سُہانا مل گیا
مفلسی محشر کی کس طرح ستائے گی ہمیں
فاطمہ زہراؑ سے اشکوں کا خزانہ مل گیا

۲۸۷

میں ایک قطرۂ ناچیز کیا بساط مری
مگر وجود ہے دریائے عشق حیدرؑ میں
وہ خالی ہاتھ گیا اور میں لے کے دولت اشک
یہی تو فرق ہے اک مجھ میں اور سکندر میں

۲۸۸

ایک دن اک شیخ جی نے مجھ سے پوچھا یہ بتا
کربلا کی سمت کیوں میرے قدم بڑھتے نہیں
میں نے ہنس کر کہہ دیا طینت میں جن کی کھوٹ ہے
روضۂ شہ کی زیارت وہ کبھی کرتے نہیں

۲۸۹

جہل کا حال کیا ہوا ہوگا
باب حکمت کا جب کھلا ہوگا
شہد سے پیاس بجھ نہیں سکتی
طالب علم سیر کیا ہوگا

۲۹۰

مدح علیؑ میں خون جگر بولتا رہے
کانوں میں کائنات کے رس گھولتا رہے
کردار کو خود اپنے تو اتنا بلند کر
نظروں میں اپنی سارا جہاں تولتا رہے

۲۹۱

ظلم و ستم کا راج ہے ہر گام آج پھر
سچائی پر ہے جھوٹ کا الزام آج پھر
کل کائنات غرق تھی طوفان نوحؑ میں
رب جانے کیا ہو دہر کا انجام آج پھر

۲۹۲

دولت کے آگے علم ہے بے دام آج پھر
فنکار فن کو کرتے ہیں نیلام آج پھر
پروردگار امت مرسلؐ کی خیر ہو
ایمان بک رہا ہے سر عام آج پھر

۲۹۳

بغض و حسد فریب کا ڈیرا ہے چار سمت
حرص و ہوس کا جگ میں اندھیرا ہے چار سمت
کردار کی عمل سے حفاظت کیا کرو
ایماں کے ڈاکوؤں کا بسیرا ہے چار سمت

۲۹۴

زیست کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیتی ہے
خواہش نفس تباہی کو ہوا دیتی ہے
بس حسد کی وہ بھڑکتی ہوئی اک چنگاری
سارے اعمال کے گلشن کو جلا دیتی ہے

۲۹۵

خود اپنے نفس پہ جو شخص ظلم ڈھائیگا
قدم قدم پہ وہ دھوکا فریب کھائیگا
امید رکھو نہ کنجوس سے سخاوت کی
جو خود نہ کھائے وہ اوروں کو کیا کھلائیگا

۲۹۶

حرام خور امانت کو بھول جاتا ہے
امین شخص خیانت سے خوف کھاتا ہے
کسی بھی شخص کی گر شخصیت پرکھنا ہو
معاملات کرو تو سمجھ میں آتا ہے

۲۹۷

حقیقت کی طرف اپنے قدم گر تو بڑھائیگا
دو عالم میں تو اپنی محنتوں کا پھل بھی پائیگا
چھپا خود کو عمل کا بیج بن کر بیج کی مٹی میں
ہمارا مٹ کے رہ جانا بھی اک نہ اک دن رنگ لائیگا

۲۹۸

دشمنوں سے دوستی اور دشمنی یاروں کے ساتھ
اس عمل کا رابطہ ہے صرف غداروں کے ساتھ
اک نہ اک دن تم کو کھینچے گی تباہی کی طرف
زندگی ہرگز نہ جوڑو اپنی بے کاروں کے ساتھ

۲۹۹

کچھ کھلے کچھ چھپے ہوئے دشمن
دوستوں کے قریب بستے ہیں
اس حقیقت سے باخبر رہنا
آستینوں کے سانپ ڈستے ہیں

۳۰۰

حرص و ہوس میں قید ہیں حالات آج کے
دولت سے پیار کرتے ہیں دشمن سماج کے
جوڑے کا در جہیز کی دیوار توڑ دو
پابند مت بناکرو رسم و رواج کے

۳۰

جوڑا جہیز کی ہے وبا عام آج پھر
ہیں مفلسوں کی بیٹیاں گم نام آج پھر
انسان اپنے اپنے مفادات کیلئے
انسانیت کو کرتا ہے نیلام آج پھر

۳۰۲

ادب سے دور فن شاعری سے بھی غافل
کچھ ایسے لوگ بھی ارباب فن میں ہیں داخل
نہ شعریت ہے غزل میں نہ شاعرانہ بھرم
لہو لگا کے شہیدوں میں ہوگئے شامل

انقلابی با اثر اشعار ہونا چاہئے
اور زباں شاعر کی شعلہ بار ہونا چاہئے
سوئے ذہنوں کو جگانے کیلئے اس دور میں
ہر مفکر کا قلم تلوار ہونا چاہئے

✦✦✦✦✦

سلام ونوحہ جات

نوحہ

ماں مری ہمدرد ماں اے مری مظلوم ماں

لاشۂ زہراؑ پہ کرتے تھے یہی شبیرؑ بین
ہاں یتیم اب ہوگیا ہے آپ کا بے کس حسینؑ
اے مری مادر نہیں پل بھر بھی میرے دل کو چین
یہ بتاؤ اب کہاں جائے تمہارا نور عین

ماں مری ہمدرد ماں اے مری مظلوم ماں

کس کے سینے پر بھلا راتوں کو اب سوؤنگا میں
آپ سے ہوکر جُدا اماں نہ رہپاؤنگا میں
آپ کے تابوت سے سر اپنا ٹکراؤں گا میں
کھول دو بند کفن ورنہ بہت روؤنگا میں

ماں مری ہمدرد ماں اے مری مظلوم ماں

کون دیگا اب تسلی مجھ کو ہر شام و سحر
میرے رونے سے تمہارا کانپ جاتا تھا جگر
کب سے ہے گریہ کُناں یہ آپ کا نور نظر
سورہی ہو چین سے کیوں کچھ تو لو اٹھ کر خبر

ماں مری ہمدرد ماں اے مری مظلوم ماں

سونا سونا گھر ہے سارا لوٹ کر آجایئے
اپنی فرقت میں نہ اس بے کس کو اب تڑپایئے
ہوک اٹھتی ہے جگر میں مجھ کو مت رُلوایئے
اپنے سینے سے ابھی اٹھ کر مجھے لپٹایئے

ماں مری ہمدرد ماں اے مری مظلوم ماں

دُکھ زدہ شبیرؑ کا یہ حال دل سُن لیجئے
کربلا آنے کا مجھ سے آپ وعدہ کیجئے
ہر گھڑی پردیس میں میری خبر تو لیجئے
دشت غربت میں مجھے آکر سہارا دیجئے

ماں مری ہمدرد ماں اے مری مظلوم ماں

آئیگا جلاد لے کر تیغ سینے پر مرے
جب تمہارا لال زیر تیغ سجدے میں رہے
کُند خنجر سے مرا سوکھا گلا جونہی کٹے
سر مرا اماں بس اپنی گود میں لے لیجئے

ماں مری ہمدرد ماں اے مری مظلوم ماں

بعد میرے بے کسی ہمشیر کو رلوائیگی
اور طمانچے شمر کے بالی سکینہؑ کھائیگی
ساتھ رہنا قیدیوں کے پھر مصیبت آئیگی
جب بھرے دربار میں زینبؑ کھلے سر جائیگی

ماں مری ہمدرد ماں اے مری مظلوم ماں

لمحہ لمحہ پیٹ کر اپنا سر و سینہ مجیبؔ
کررہا ہے آپ پر شام و سحر گریہ مجیبؔ
اپنے خون دل سے کرتا ہے رقم نوحہ مجیبؔ
دو صلہ محشر میں اس کا منتظر ہوگا مجیبؔ

ماں مری ہمدرد ماں اے مری مظلوم ماں

سلام

لب پہ زینبؑ کے تھی آہ و زاری صبح ہونے کو ہے اٹھو بابا
اے یتیموں غریبوں کے والی صبح ہونے کو ہے اٹھو بابا

آپ کے سر پہ ظالم نے کیسی عین سجدے میں ضربت لگائی
سر سے دریا لہو کا ہے جاری صبح ہونے کو ہے اٹھو بابا

رات بھر وہ تمہارا بلکنا شدت درد سے وہ تڑپنا
کیسے بھولے گی بیٹی تمہاری صبح ہونے کو ہے اٹھو بابا

سر پہ تھا آپ کے زخم کاری رات تم نے تڑپ کر گزاری
نیند آئی تمہیں اب یہ کیسی صبح ہونے کو ہے اٹھو بابا

بعد نانا کے ہم سب کو بابا ماں کے مرنے کا غم ہی بہت تھا
دے گئے تم بھی داغ یتیمی صبح ہونے کو ہے اٹھو بابا

دست شفقت یتیموں کے سر پر اب بھلا کون پھیریگا آ کر
کون دیگا ہمیں اب تسلی صبح ہونے کو ہے اٹھو بابا

ننھے دل اپنے کیسے سنبھالیں کیسے داغ یتیمی اٹھائیں
دیکھئے اٹھ کے حالت ہماری صبح ہونے کو ہے اٹھو بابا

اٹھ کے سینے سے اپنے لگا لو ہم کو باہوں میں اپنی چھپا لو
ہے تمہیں فاطمہؑ کی دہائی صبح ہونے کو ہے اٹھو بابا

اے مجیبؔ اب قلم روک لینا غم سے پھٹتا ہے ہم سب کا سینہ
سُن کے فریاد بنت علیؑ کی صبح ہونے کو ہے اٹھو بابا

سلام

مومنو خاک اُڑاؤ سروں پر، اُٹھ رہا ہے علیؑ کا جنازہ
رو رہے ہیں یتیمان حیدرؑ، اُٹھ رہا ہے علیؑ کا جنازہ

شہر کوفہ میں ہے شور گریہ چھن گیا بے کسوں کا سہارا
خاک اُڑاتے ہیں شبیرؑ و شبرؑ اُٹھ رہا ہے علیؑ کا جنازہ

کون دیگا یتیموں کو پرسہ کون زینبؑ کو دے اب دلاسہ
ہر طرف ہے قیامت کا منظر، اُٹھ رہا ہے علیؑ کا جنازہ

روزہ دار و وہ کیسی سحر تھی پھر نہ سجدے سے اُٹھا نمازی
سونا سونا ہیں محراب و ممبر اُٹھ رہا ہے علیؑ کا جنازہ

یا نبیؐ خلد سے جلد آؤ اب حسینؑ و حَسنؑ کو سنبھالو
گھر میں زہراؑ کے ہے صبح محشر، اُٹھ رہا ہے علیؑ کا جنازہ

قبر زہرا سے آواز آئی باپ بچوں میں اب ہے جُدائی
صبر سے کام لو میرے دلبر، اُٹھ رہا ہے علیؑ کا جنازہ

آؤ شبیرؑ و شبرؑ اب آؤ ساتھ کلثوم و زینبؑ کو لاؤ
کرلو بابا کا دیدار آ کر، اُٹھ رہا ہے علیؑ کا جنازہ

ہے فرشتوں میں کہرام برپا تھرتھراتا ہے عرش معلّٰی
یا علیؑ کی صدائیں ہیں گھر گھر، اُٹھ رہا ہے علیؑ کا جنازہ

سُن کے دل سوز زینبؑ کے نالے دل مجیبؔ اپنا کیسے سنبھالے
بے پدر ہوگئی بنت حیدرؑ اُٹھ رہا ہے علیؑ کا جنازہ

نوحہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ
عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہ وَصِیُّ رَسُوْلُ اللّٰہ

نا کوئی معبود ہے جز خالق غفار کے
اور محمدؐ ہیں رسول پاک کردگار کے
ہیں علیؑ حق کے ولی اور ہیں وصی مصطفےٰؐ

دہر میں بنیاد ڈالی مصطفےٰؐ نے دین کی
ہر قدم پر کی حفاظت مرتضیٰؑ نے دین کی
اور چراغ دیں حسنؑ نے صلح سے روشن کیا

کردیا عباسؑ نے دین خدا کو سُرخ رو
ہاتھ کٹوا کر بچائی پنجتنؑ کی آبرو
پرچم اسلام لہرا کر زمانے میں چلا

نوجواں اکبرؑ نے کھا کر اپنے سینے پر سناں
تاقیامت کردیا دین خدا کو شادماں
بیعت فاسق کے ہر مقصد کو فانی کردیا

امتحاں یہ سخت تھا حیدرؑ کے جانی کیلئے
ہائے جلتی ریت پر اک بوند پانی کیلئے
اصغر معصومؑ کا چھیدا گیا سوکھا گلا

کربلا میں وعدۂ طفلی نبھایا شاہؑ نے
سرکٹا کر دین احمدؐ کو بچایا شاہؑ نے
دے رہا ہے آج بھی دین پیغمبرؐ یہ صدا

ہے مجیبؔ ہم پر ردائے سیدہؑ سایا فگن
ہم عزاداروں کے حق میں ہیں دعاگو پنجتنؑ
یاخدا باغ عزائیوں ہی رہے پھولا پھلا

مسدّس

رہ خدا میں جو دلبند فاطمہؑ نکلا
صغیر و پیر و جوانوں کا قافلہ نکلا
یہ کارواں ہے مدینے سے کربلا نکلا
علم کو تھام کے عباس باوفا نکلا
ہر اک قدم پہ لرزتی تھی ذات بیعت کی
مثال شمع سحر تھی حیات بیعت کی

خیام شاہ سے جب سن کے العطش کی صدا
سوئے فرات چلا بازوئے شہ والا
اٹھا کے مشک جو پہنچا جری لب دریا
نگاہ پانی پہ ڈالی تو دل ہوا پارا
ہوئی ہے خشک جہاں میں فرات بیعت کی
ہے ختم کرب و بلا میں حیات بیعت کی

زمین گرم پہ اکبرؑ سا نوجواں دیکھو
جواں کے سینے میں ٹوٹی ہوئی سناں دیکھو
سناں جگر سے جو کھینچی ہے وہ نشاں دیکھو
نشان زخم جگر سے ہے خوں رواں دیکھو
اب اُٹھ نہ پائیگی دنیا میں بات بیعت کی
سحر نہ دیکھے گی تا حشر رات بیعت کی

دہن صغیرؑ نے سوکھا دکھادیا جس دم
زمین گرم پہ شہ نے لٹادیا اُس دم
زبان خشک لبوں پر پھرا دیا پیہم
زمین کانپ اٹھی اور لرز گیا عالم
تبسم علی اصغرؑ، ممات بیعت کی
ہوئی ذلیل زمانے میں ذات بیعت کی

ستارہ دین کا چمکا تری شہادت سے
پیا ہے جام شہادت بڑی مسرت سے
عدو نے ذبح کیا ہے تجھے اذیت سے
مگر حسینؑ ترے رعب و داب و ہیبت سے
لرز کے رہ گئی جب کائنات بیعت کی
فنا کی گھاٹ میں ڈوبی حیات بیعت کی

ہے پیشوا مرا مولا یقین کامل کا
وہ رہنما ہے مکمل وفا کی منزل کا
مجیبؔ مٹ گیا نام و نشان قاتل کا
حسینؑ نام ہے حق کا، یزید باطل کا
مٹی ہے دہر سے یوں واردات بیعت کی
کہ جیت حق کی ہوئی اور مات بیعت کی

سلام

نگاہوں میں ہے جبکہ دکھ بھری تصویر صغراؑ کی
بھلا آغوش کیسے چھوڑتا بے شیرؑ صغراؑ کی

بہن بیمار ہے لاچار ہے مضطر ہے تنہا ہے
تڑپ جاتا ہے اصغرؑ دیکھ کر تصویر صغراؑ کی

روانہ ہورہا ہے کربلا کو قافلہ لیکن
جدائی سے بہت بے چین ہیں شبیرؑ صغراؑ کی

حفاظت سے شہ مظلومؑ تک پہنچادے اے قاصد
یہ نامہ ہی نہیں دراصل ہے تصویر صغراؑ کی

بہتر زخم دل پر کھاچکے شبیرؑ مقتل میں
ملی ایسے کٹھن حالات میں تحریر صغراؑ کی

سکینہؑ کا سراپا دیکھ کر شبیرؑ کہتے ہیں
دکھائی دے رہی ہے ہوبہو تصویر صغراؑ کی

اذان صبح رخصت سے تہہ شمشیر، سجدے تک
"دل شبیرؑ میں ہر دم رہی تصویر صغراؑ کی"

پدر کا غم ملا کرب و بلا کے بعد ورثہ میں
صف ماتم علم تابوت ہے جاگیر صغراؑ کی

مجیبؔ اسلام ہی جانے مقام فاطمہ صغراؑ
بھلا دنیا سمجھ پائیگی کیا توقیر صغراؑ کی

سلام

لٹ جائیگا نبیؐ کا چمن آج شام تک
رنگین ہوگا خون سے رن آج شام تک

برچھی جگر پہ کھائیگا ہم شکل مصطفےٰؐ
بازو علیؑ کے لال کے ہوجائینگے جُدا
پامال ہونگے عون و محمدؑ کے، دیکھنا
مقتل میں پھول جیسے بدن آج شام تک

جب رن کی سمت جائیگا ہم شکل مجتبیٰؑ
خیمے میں پھر کبھی نہ پلٹ کر وہ آئیگا
مقتل کی جلتی ریت پہ شبرؑ کے لال کا
ٹکڑوں میں بٹ ہی جائیگا تن آج شام تک

ہنگام عصر ہوگا نہ کوئی بھی غم گسار
سر تن سے شاہ دیں کا اُتاریں گے بدشعار
پامال ہوگی گھوڑوں کی ٹاپوں سے بار بار
مقتل میں لاش شاہ زمن آج شام تک

مقتل میں چار سمت سے گھیرے ہوئے عدو
جس دم کریں گے ذبح شہ دیں کو کینہ جو
اُس دم چلیں گی آندھیاں برسائیگا لہو
ہر ایک سمت چرخ کہن آج شام تک

جب تشنہ لب حسینؑ کا کٹ جائیگا گلا
جل جائیں گے تمام خیام شہ ہدا
اسباب گھر کا لوٹ کے باندھیں گے اشقیا
زینبؑ کے بازوؤں میں رسن آج شام تک

آنے کو ہائے شام غریباں ہے اب قریب
چھٹ جائیں گے حسینؑ سے حُر جونؑ اور حبیبؑ
کرب و بلا کے دشت میں لُٹ جائیگا مجیبؔ
پھولا پھلا علیؑ کا چمن آج شام تک

سلام

بولی فروہؑ میں کہاں اب تجھے پاؤں قاسمؑ
بن ترے کیسے وطن لوٹ کے جاؤں قاسمؑ
کٹ کے آئے ہیں ترے جسم کے ٹکڑے رن سے
کیسے لاشہ ترا سینے سے لگاؤں قاسمؑ
کیسے اُجڑی ہوئی میں تیری جوانی دیکھوں
موت آجائے تو اب چین میں پاؤں قاسمؑ
تجھ سے پہلے ہی میں مرجاتی تو اچھا ہوتا
زندگی بن ترے اب کیسے بتاؤں قاسمؑ
مرنا جائے کہیں اک شب کی دُلہن اس غم سے
تیرے مرنے کی خبر کیسے سناؤں قاسمؑ
کس طرح فاطمہ کبریٰؑ کو تسلی دے کر
تیری پامال شدہ لاش پہ لاؤں قاسمؑ
حال کبریٰؑ کا تو مجھ سے نہیں دیکھا جاتا
شب کی دُلہن کو میں اب کیسے مناؤں قاسمؑ
پھر رہا ہے مری نظروں میں سراپا تیرا
چاند سی شکل وہ اب کیسے بھلاؤں قاسمؑ
گونجتی تھی یہ صدا ماں کی سرِدشت مجیبؔ
اب کہاں ڈھونڈوں کہاں اب تجھے پاؤں قاسمؑ

نوحہ

مقتل میں یہ سرور پکارے میرے اکبرؑ تم ہو کہاں
آواز دو اے چاند میرے میرے اکبرؑ تم ہو کہاں

اٹھارہ برس کی جوانی اے مرے لال احمدؐ کے ثانی
پردیس میں تم مجھ سے چھوٹے میرے اکبرؑ تم ہو کہاں

راستہ کون دکھلائے مجھ کو کون تھامیگا اب میرے بازو
مجھ کو جینا ہے کس کے سہارے میرے اکبرؑ تم ہو کہاں

کیوں نہیں میری آواز سنتے دے رہا ہوں صدا تم کو کب سے
چھپ گئے ہو کہاں ماہ پارے میرے اکبرؑ تم ہو کہاں

گر رہا ہوں میں ہر اک قدم پر دو سہارا ضعیفی میں آ کر
اب اندھیرے ہیں آنکھوں پہ چھائے میرے اکبرؑ تم ہو کہاں

اب نہ تڑپاؤ بے کس پدر کو دو سہارا خمیدہ کمر کو
تم کہاں ہو اے دل کے اُجالے میرے اکبرؑ تم ہو کہاں

گھر ہوا آج برباد میرا ہو گیا ہائے آباد صحرا
کیا مرے لال تم بھی سدھارے میرے اکبرؑ تم ہو کہاں

ہے مجیبؔ اب یہ غم ناک منظر لاشۂ اکبر نوجواں پر
رن میں کہتے ہوئے شاہ آئے میرے اکبرؑ تم ہو کہاں

صدائے حسینؑ

یہ آواز دیتے تھے مقتل میں سرورؑ کہاں ہو کہاں ہو مرے لال اکبرؑ
چھپے ہو کہاں میرے ماہ منور کہاں ہو کہاں ہو مرے لال اکبرؑ

جدائی سے اے میرے دلبر تمہاری بصارت گئی آج آنکھوں سے میری
دکھائی نہ دیگا ہے تاریک منظر کہاں ہو کہاں ہو مرے لال اکبرؑ

دہکتی ہوئی ریت پر پا برہنہ ضعیفی میں بیٹا ہے دشوار چلنا
گرا جا رہا ہوں میں ہر اک قدم پر کہاں ہو کہاں ہو مرے لال اکبرؑ

قدم اب بڑھانے کی ہمت نہیں ہے گروں بھی تو اُٹھنے کی قوت نہیں ہے
ترس کھاؤ میری ضعیفی پہ آ کر کہاں ہو کہاں ہو مرے لال اکبرؑ

اکیلا ہوں پُر ہول منظر ہے رن کا شکستہ کمر ہے مجھے سہارا دو
کھڑا ہوں میں مقتل کی جلتی زمیں پر کہاں ہو کہاں ہو مرے لال اکبرؑ

قدم کانپتے ہیں ہے رعشہ بدن میں ہیں کانٹے پڑے تشنگی سے دہن میں
سنبھالو کہ چکرا رہا ہے مرا سر کہاں ہو کہاں ہو مرے لال اکبرؑ

قریب اب ہے آنے کو شام غریباں چلے آؤ سب بی بیاں ہیں پریشاں
تمہیں اُمّ لیلیٰ بُلاتی ہیں رو کر کہاں ہو کہاں ہو مرے لال اکبرؑ

مجیبؔ اب بیاں کیا کریں ہم وہ منظر کہ جب خون روتے ہوئے رن میں سرورؑ
یہ کہتے ہوئے آئے لاش پسر پر کہاں ہو کہاں ہو مرے لال اکبرؑ

صدائے اکبر

یہ مقتل سے دیتے تھے آوازاکبرؑ یہاں ہوں یہاں ہوں چلے آؤ بابا
سناں ظلم کی اپنے سینے پہ کھاکر یہاں ہوں یہاں ہوں چلے آؤ بابا

ہے برچی کا پھل میرے سینے میں بابا کلیجے سے خوں کا نکلتا ہے دھارا
نہ اب دیکھا جائیگا تم سے یہ منظر، یہاں ہوں یہاں ہوں چلے آؤ بابا

جوانی کا عالم ہے دانہ نہ پانی دہکتی زمیں دھوپ تشنہ دہانی
بھُنا جارہا ہے مرا جسم اطہر، یہاں ہوں یہاں ہوں چلے آؤ بابا

نہ اب مجھ میں اُٹھنے کی ہمت ہے بابا نہ کروٹ بدلنے کی قوت ہے بابا
بہت زخم گہرا ہے سینے کے اندر، یہاں ہوں یہاں ہوں چلے آؤ

ہر اک سمت غم کی گھٹا چھاگئی ہے زمیں شدت دھوپ سے جل رہی ہے
ہے پیری کا عالم سنبھل کر سنبھل کر، یہاں ہوں یہاں ہوں چلے آؤ بابا

زباں خشک ہے شدت تشنگی سے مگر ایک قطرہ نہ پایا کسی سے
میں پانی کے بدلے لہو میں نہا کر، یہاں ہوں یہاں ہوں چلے آؤ بابا

نہ کہنا کہ مارا گیا رن میں اکبرؑ تڑپ جائیگی یہ خبر سن کے مادر
کہیں دشت میں آ نہ جائیں کھُلے سر، یہاں ہوں یہاں ہوں چلے آؤ بابا

مجیبؔ حزیں جب یہ کہتے تھے سرورؑ کہاں ہو کہاں ہو مرے لال اکبرؑ
مسلسل یہ آتی تھی آوازاکبرؑ ، یہاں ہوں یہاں ہوں چلے آؤ بابا

نوحہ

جل گئے خیمے اُٹھا دھواں — آ جا مرے دلبر آ جا مری جاں
اے جان مادر شیر جواں — آ جا مرے دلبر آ جا مری جاں

شام غریباں رنج و محن — سنسان جنگل ویران بن
ڈھونڈے گی مادر تجھ کو کہاں — آ جا مرے دلبر آ جا مری جاں

مقتل سے اکبر آ جلد آ — سہرا سجاؤنگی میں ترا
ارماں یہ لے کر بیٹھی ہے ماں — آ جا مرے دلبر آ جا مری جاں

تیرے بنا میں کیسے رہوں — داغ جوانی کیسے سہوں
اُٹھتا ہے میرے دل سے دھواں — آ جا مرے دلبر آ جا مری جاں

شمع جوانی کیا بجھ گئی — بینائی آنکھوں سے چل بسی
اندھیر ہے اب سارا جہاں — آ جا مرے دلبر آ جا مری جاں

اک ماں کے آگے تا زندگی — بیٹے کا دم نہ نکلے کبھی
مرجائے اس سے پہلے ہی ماں — آ جا مرے دلبر آ جا مری جاں

پُر ہول منظر ویراں ہے گھر — مجبور ماں اب جائے کدھر
تو ہی بتا مرے کڑیل جواں — آ جا مرے دلبر آ جا مری جاں

جب تک جیونگی روئنگی میں — خاک زمیں پر سوئنگی میں
سائے میں اب نہ بیٹھیگی ماں — آ جا مرے دلبر آ جا مری جاں

اُٹھا مجیبؔ اک طوفان غم — لیلیٰ پہ ٹوٹا کوہ الم
دشت بلا میں گونجی فغاں — آ جا مرے دلبر آ جا مری جاں

نوحہ

اللہ رے جھولے سے گرنا علی اصغرؑ کا
شبیرؑ کی نصرت میں جذبہ علی اصغرؑ کا

یہ راز مشیت ہے صغراؑ تری گودی سے
شبیرؑ کی باہوں میں آنا علی اصغرؑ کا

ششماہا نے ہونٹوں پر جب خشک زباں پھیری
ظالم نے گلا چھیدا سوکھا علی اصغرؑ کا

دنیا کی زمیں سے پھر دانہ ، نہ کبھی اُگتا
پڑجاتا جو اک خوں کا قطرہ علی اصغرؑ کا

جلتی ہوئی ریتی پر غش کھاکے گریں بانوؑ
دیکھا جو لہو میں تر لاشہ علی اصغرؑ کا

ہے بعد شہادت بھی یہ ظلم و ستم ٹوٹا
کھینچا گیا مرقد سے لاشہ علی اصغرؑ کا

حسرت کی نگاہوں سے دیکھا ہے سکینہؑ نے
جلتے ہوئے خیمے میں جھولا علی اصغرؑ کا

اشک غم سرورؑ سے کیا خوب سجائے ہیں
پلکوں پہ مجیبؔ اپنی روضہ علی اصغرؑ کا

نوحہ

بانوئے مضطر کی فغاں تھی سرمیداں جائے مرے پیارے ترا اللہ نگہباں
ائے علی اصغرؑ مرا گھر ہوگیا ویراں جائے مرے پیارے ترا اللہ نگہباں

نازک سا بدن غنچہ دہن پھول سا چہرا یہ نرگسی آنکھیں یہ ترا حسن سراپا
وہ دھوپ کی شدت وہ سلگتا ہوا میداں جائے مرے پیارے ترا اللہ نگہباں

مُڑمُڑ کے ذرا ماں کی طرف دیکھتے جانا دشوار ہے میداں سے پلٹ کر ترا آنا
اب تجھ سے جدا ہو کے جئے کیسے تری ماں جائے مرے پیارے ترا اللہ نگہباں

اس عمل میں بھی ہائے تو بے آب وغذا ہے تجھ سا کوئی بے شیرؑ کہیں نحر ہوا ہے
یہ کیسا ستم ٹوٹ پڑا تجھ پہ مری جاں جائے مرے پیارے ترا اللہ نگہباں

ائے جان جگر پوچھ ذرا اہل جفا سے کیا تم میں کوئی صاحب اولاد نہیں ہے
ششماہا بھی ہوتا ہے کہیں خون میں غلطاں جائے مرے پیارے ترا اللہ نگہباں

شبیرؑ بھی کچھ دیر کے مہمان ہیں پیارے پھر تو ہی بتادے میں جیوں کس کے سہارے
اب ہوگئی پردیس میں میں بے سروساماں جائے مرے پیارے ترا اللہ نگہباں

جب تک کہ مرے جسم میں یہ جان رہے گی ہر لحظہ تری تشنہ لبی یاد کروں گی
سائے میں نہ بیٹھیں گی تری کوکھ جلی ماں جائے مرے پیارے ترا اللہ نگہباں

مقتل میں مجیبؔ ہائے یہ بانو کی فغاں تھی جھولا ترا ویران مری گود ہے خالی
سب مل گئے مٹی میں مرے حسرت وارماں جائے مرے پیارے ترا اللہ نگہباں

نوحہ

شام ہوئی شام ہوئی شام ہوئی
آئے مرے دلبر شام ہوئی

مقتل کی فضا میں گونجی صدا آجا مرے اصغر شام ہوئی
ماں کیسے جئے گی تیرے بنا آجا مرے اصغر شام ہوئی

آغوش سے میری ہو کے جدا تو کیسے رہے گا رن میں بھلا
یہ سوچ کے دل پھٹتا ہے مرا آجا مرے اصغر شام ہوئی

چھ ماہ کا سن اے ماہ مبین جنگل میں نہ تو ڈر جائے کہیں
ویران ہے دشت کرب و بلا آجا مرے اصغر شام ہوئی

بن آب کے تجھ سا ششماہا کیا نحر کیا جاتا ہے بھلا
اعدا نے یہ کیسا ظلم کیا آجا مرے اصغر شام ہوئی

فرقت سے تری پھٹتا ہے جگر لِلّٰہ چلے آ دیر نہ کر
تکتی ہوں میں کب سے رستہ ترا آجا مرے اصغر شام ہوئی

اب دشت بلا میں اے مری جاں میں ڈھونڈنے جاؤں تجھ کو کہاں
ہر سمت ہے چھائی غم کی گھٹا آجا مرے اصغرؑ شام ہوئی

یہ کیسا ستم یہ کیسی جفا پانی بھی نہ ہائے تجھ کو ملا
چھیدا گیا تیرا سوکھا گلا آجا مرے اصغر شام ہوئی

لفظوں میں مجیبؔ اب کیا ہو بیاں بے شیرؑ کا غم وہ ماں کی فغاں
وہ شام غریباں اور یہ صدا آجا مرے اصغر شام ہوئی

نوحہ

چلو عباس کا پرچم اٹھانا ہے عزادارو
ہے فصل غم صف ماتم بچھانا ہے عزادارو

ہماری زندگی کا بس یہی مقصد ہے دنیا میں
حسینؑ ابن علیؑ کا غم منانا ہے عزادارو

شہ ابرارؑ کی ہر ہر مصیبت پر ان آنکھوں سے
مسلسل خون کے آنسو بہانا ہے عزادارو

ہمارے سر کٹیں چاہے ہمارے گھر بھی لٹ جائیں
عزاداریٔ سرورؑ کو بچانا ہے عزادارو

بقائے مقصد سرورؑ کی خاطر وقت آنے پر
ہمیں بھی اپنے ہاتھوں کو کٹانا ہے عزادارو

دہکتی آگ پر کرتے ہوئے شبیرؑ کا ماتم
دلوں کو اہل بدعت کے جلانا ہے عزادارو

ہر اک جھنکار سے ماتم کی نوحوں کی صداؤں سے
زمانے کے یزیدوں کو مٹانا ہے عزادارو

جو خون دل سے لکھا ہے مجیبؔ اپنے وہی نوحہ
جلوس ماتم شہؑ میں سنانا ہے عزادارو

نوحہ

یہ فرماتے تھے فرزند مدینہ ......سکینہ صبر کرنا
ستم اب تجھ پہ ڈھائیگا زمانہ ......سکینہ صبر کرنا

سوئے مقتل میں اب جاؤنگا بیٹی
پلٹ کر پھر نہیں آؤنگا بیٹی
تجھے تنہا میں کیسے چھوڑ جاؤں
تو کمسن ہے میں کس طرح بتاؤں
ترا دشوار ہوجائیگا جینا......سکینہ صبر کرنا

مجھے اب قتل کردیں گے ستم گر
اٹھے گا نوک نیزہ پہ مرا سر
چلیں گی آندھیاں طوفاں اٹھیں گے
لہو برسیگا دو عالم ہلیں گے
نہ دیکھا جائیگا تجھ سے سکینہ ......سکینہ صبر کرنا

جلائے جائیں گے خیمے ہمارے
لگے گی آگ اب دامن تیرے
حرم کو ننگی اونٹوں پہ بٹھا کر
پھرائینگے عدو کوفے میں دردر
وفور غم سے پھٹ جائیگا سینہ ......سکینہ صبر کرنا

خلش یہ مرے سینے میں ہے بیٹی
بچھڑ کر مجھ سے تو کیسے جئے گی
یتیمی کا یہ غم سہنا ہے بی بی
تجھے تو خاک پہ سونا ہے بی بی
اب نہ میسر ہوگا میرا سینہ ......سکینہ صبر کرنا

طمانچے تجھ کو ماریں گے ستمگر
لٹیگا مال و زر چھینیں گے گوہر
ترا معصوم چہرہ زرد ہوگا
ترے کانوں سے خوں بہتا رہیگا
ترس تجھ پر نہ کھائیگا زمانہ ......سکینہ صبر کرنا

مصیبت یہ تجھے سہنا پڑیگی
پھوپی زینبؑ رسن بستہ رہیگی
گلے بارہ بندھیں گے اک رسن میں
اُٹھیگی تھرتھری تیرے بدن میں
کسی سے بھی مگر شکوہ نہ کرنا ......سکینہ صبر کرنا

عجیب اک شور ہے آہ و بکا کا
ہے محشر خیز منظر کربلا کا
سکینہؑ سے یہ فرماتے تھے سرورؑ
تو اپنے ننھے ہاتھوں کو اُٹھا کر
دعائیں امت عاصی کو دینا ......سکینہ صبر کرنا

نوحہ

جواب : ذو الجناح ذو الجناح مرا بابا ہے کہاں
ذو الجناح ذو الجناح ہے سکینہؑ کی فغاں

چھوڑ کر دشت بلا میں مرے بابا کو اکیلا
کیوں چلا آیا ہے خالی کچھ تو بتلادے خدارا
ذو الجناح ذو الجناح مرا بابا ہے کہاں

تجھ کو سرورؑ کی دہائی راہ مقتل کی بتادے
دل مرا زار و حزیں ہے مجھ کو بابا سے ملادے
ذو الجناح ذو الجناح مرا بابا ہے کہاں

اپنے بابا سے بچھڑ کر ہوگا دشوار یہ جینا
اب تو بابا ہیں نہ سینہ کہاں سوئے گی سکینہؑ
ذو الجناح ذو الجناح مرا بابا ہے کہاں

مرے مظلوم پدر کو کیا خبر اس کی نہیں تھی
کمسنی اور یہ یتیمی کیسے سہہ پائیگی بچی
ذو الجناح ذو الجناح مرا بابا ہے کہاں

جاکے بابا سے کہہ دے رات اس طرح کٹیگی
زندگی بھر اب سکینہؑ خاک پر سویا کریگی
ذو الجناح ذو الجناح مرا بابا ہے کہاں

میرا پھٹتا ہے کلیجہ ہر طرف غم کا دھواں ہے
مجھ کو لے چل سوئے مقتل لاش بابا کی جہاں ہے
ذو الجناح ذو الجناح مرا بابا ہے کہاں

کردیا بھوکا و پیاسا قتل کیوں سبط نبیؐ کو
ہائے مجھ خستہ جگر پر رحم آیا نہ کسی کو
ذو الجناح ذو الجناح مرا بابا ہے کہاں

اب یقیں مجھ کو ہوا ہے آگ خیموں میں لگے گی
شمر ماریگا طمانچے کان ہوجائیں گے زخمی
ذو الجناح ذو الجناح مرا بابا ہے کہاں

کیسے مہدیؔ و مجیبؔ ہم سانحہ غم کا سنائیں
دشت غربت میں سکینہؑ دے رہی ہے یہ صدائیں
ذو الجناح ذو الجناح مرا بابا ہے کہاں

سلام

تھا سکینہ کے لب پر یہ نوحہ رات ہونے کو ہے آؤ بابا
نیند آ ئیگی کیسے خدارا رات ہونے کو ہے آؤ بابا

گھر جلائے گئے سب ہمارے چادریں چھن گئی ہیں سروں سے
کون دیگا ہمیں اب دلاسہ، رات ہونے کو ہے آؤ بابا

سونا جنگل ہے شام غریباں سر کھلے بی بیاں ہیں پریشاں
قید کرتے ہیں اب ہم کو اعدا، رات ہونے کو ہے آؤ بابا

بڑھ گئی میری تشنہ دھانی کون مجھ کو پلائے گا پانی
منہ کو آتا ہے میرے کلیجہ، رات ہونے کو ہے آؤ بابا

پاس اپنے مجھے بھی بلالو شمر کی گھرکیوں سے بچالو
دیکھئے خوں بھرا میرا کرتا رات ہونے کو ہے آؤ بابا

سچ یہ ہے باپ مرجائے جس کا لوگ دیتے ہیں اس کو دلاسہ
پھر گیا ہم سے سارا زمانہ، رات ہونے کو ہے آؤ بابا

شمر آتا ہے دڑے لگانے مارتا ہے مجھے تازیانے
ہے بدن چور زخموں سے میرا، رات ہونے کو ہے آؤ بابا

میری گردن رسن سے بندھی ہے سانس رک کے اب چل رہی ہے
دم نکلنے کو ہے آؤ بابا، رات ہونے کو ہے آؤ بابا

کیا بیاں ہو مجیب اب وہ منظر جو کہ گزری تھی زنداں میں اُس پر
مرگئی ہائے کہہ کر یہ دُکھیا رات ہونے کو ہے آؤ بابا

سلام

تھا سکینہؑ کا سخن سانس مری رکتی ہے
چور زخموں سے ہے تن سانس مری رکتی ہے

قیدخانے میں یہ کہتی تھی پھوپی زینبؑ سے
دختر شاہ زمن سانس مری رکتی ہے

ایسے جکڑا ہے مرا سوکھا گلا رسّی میں
خشک ہوتا ہے دہن سانس مری رکتی ہے

ایک رسّی میں گلے بارہ ہمارے ہیں بندھے
جلد کھلواؤ رسن سانس مری رکتی ہے

بی بیاں جب بھی رسن بستہ کھڑی ہوتی ہیں
تھر تھراتا ہے بدن سانس مری رکتی ہے

بے کفن لاش ہے مقتل میں مرے بابا کی
نادو مجھ کو بھی کفن سانس مری رکتی ہے

یاد آتی ہے پھوپی اماں مجھے صغراؑ کی
مجھ کو لے چلئے وطن سانس مری رکتی ہے

جب بھی میں دیکھتی ہوں اُڑتے پرندوں کو مجیبؔ
یاد آتا ہے وطن سانس مری رکتی ہے

سلام

بھیا مجھے بابا سے اک بار ملا دینا
بہنا کی وصیت کو ہرگز نہ بھلا دینا

میں تھک کے جو سو جاؤں آغوش میں مادر کی
بابا مجھے لینے کو آئیں تو جگا دینا

بے تاب ہوں سینے کے زخموں کی اذیت سے
ازبہر سکوں اپنے دامن کی ہوا دینا

اصغرؑ ہیں نہ اکبرؑ ہیں عمو ہیں نہ بابا ہیں
جی کر میں کروں بھی کیا مرنے کی دعا دینا

مرجائے سکینہؑ جب تم غسل و کفن دیکر
آہستہ جنازے کو مرقد میں لِٹا دینا

کُرتا مرے سینے سے نکلے نہ اگر بھیا
یوں ہی مرے لاشے کو مٹی میں چھپا دینا

گھبراتی ہوں رہ رہ کر زنداں کے اندھیرے سے
تربت پہ مری بھیا اک شمع جلا دینا

جاؤ گے مدینہ جب تم لوگ رہا ہو کر
رو رو کے سلام اپنا صغراؑ کو سُنا دینا

بیمار بہن صغراؑ پوچھے جو سکینہؑ کو
سب میری مصیبت کے حالات سُنا دینا

پھرتا ہے وہی منظر نظروں میں مجیب اپنی
ممکن نہیں زنداں کی تاریخ بھلا دینا

نوحہ

بولے قبر سکینہؑ پہ بیمار امامؑ
ہائے شام ہائے شام ہائے زندان شام

اے اسیر محن بے وطن بے کفن
چور زخموں سے تھا تیرا سارا بدن
کیسے بھولوں مصیبت تری اے بہن
یاد تیری رلاتی رہیگی مدام

میری مجبوریوں کی ہے یہ انتہا
میری نظروں کے آگے ہے لاشہ ترا
طوق و زنجیر میں ہوں جکڑا ہوا
کیسے غسل و کفن کا کروں اہتمام

کتنی حسرت مدینے کو جانے کی تھی
موت کے بعد بھی نہ رہائی ملی
قید خانے میں ہی تری تربت بنی
ہوگیا تجھ پہ ہر ظلم کا اختتام

ظلم کی سختیاں اور تری کمسنی
شکر حق کے سوا تو نے اُف تک نہ کی
دین حق کیلئے ہر مصیبت سہی
صبر و ایثار کا تو ہے ماہ تمام

اک قیامت سے کچھ کم نہیں یہ سماں
گر کوئی پوچھلے اے شہ انس و جاں
ظلم حد سے سوا تم پہ ٹوٹا کہاں
میرے منہ سے نکلتا ہے بس ہائے شام

اس سے بڑھ کر ستم اور کیا ہو بھلا
اک رسن میں تھا جکڑا ہوا قافلہ
کیسے بھولیگا بیمار کرب و بلا
ننگے سر بی بیاں اور وہ دربار۔ شام

جب سکینہؑ نے لیں آخری ہچکیاں
رُک گئی سانس اور پھرگئیں پُتلیاں
اٹھی زنداں کے دیوار و در سے فغاں
اسلام اے اسیر جفا السّلام

قید میں تھا مجیبؔ اک محشر بپا
بنت سرورؑ کو دفنا کے زین العباؑ
خاک تربت سے کرنے لگے التجا
دھیان بالی سکینہؑ کا رکھنا مدام

نوحہ

بولی سکینہؑ بحال پریشاں اے پھوپی اماں اے پھوپی اماں
میں ہوں ابھی کچھ دیر کی مہماں اے پھوپی اماں اے پھوپی اماں

آئے تھے میرے خوب میں باباچہرے پر تھا پیاس کا سہرا
اور لہو سے لال تھا چہرا ہائے بدن مجروح تھا سارا
اے پھوپی اماں اے پھوپی اماں

گود میں اپنی مجھ کو بٹھا کر مجھ سی یہی کہتے تھے تڑپ کر
پونچھلے آنسو اے مری دختر ہم سے ملے گی جلد تو آکر
اے پھوپی اماں اے پھوپی اماں

خواب سے جب بیدار ہوئی میں دیر تلک بے ہوش رہی میں
باپ کو پھر نہ دیکھ سکی میں ہائے پدر سے چھوٹ گئی میں
اے پھوپی اماں اے پھوپی اماں

آج مرا دل زار و حزیں ہیقہر مری قسمت میں یہیں ہے
جینے کی اب امید نہیں ہیموت مجھے آئیگی یقیں ہے
اے پھوپی اماں اے پھوپی اماں

جاؤنگی جب میں خلد بریں کوخون سے مل کر اپنی جبیں کو
ایذا جو دی مجھ زار و حزیں کومیں وہ سناؤں گی شہ دیں کو
اے پھوپی اماں اے پھوپی اماں

زخم دکھاؤنگی میں بدن کے نیل جو ہیں گردن میں رسن کے
میں بھی پھٹے کُرتے کو پہن کے دفن ہوئی ہوں بدلے کفن کے
اے پھوپی اماں اے پھوپی اماں
دیتی ہوں تم کو واسطہ حق کا دیکھ لو جب مرجائے سکینہؑ
دفن پھوپی اماں مرا لاشہ کردو وہاں خنکی رہے جس جا
اے پھوپی اماں اے پھوپی اماں
ہو کے رہا جب قید ستم سے جاؤ جو کربل دیدۂ نم سے
رو کے یہ کہنا شاہ اُممؑ سے بالی سکینہؑ چھٹ گئی ہم سے
اے پھوپی اماں اے پھوپی اماں
جاؤگے جب تم لوگ مدینہ میری وصیت بھول نہ جانا
میری بہن صغراؑ سے یہ کہنا رکھگئی ہے زنداں میں سکینہؑ
اے پھوپی اماں اے پھوپی اماں
قید میں تھا اک حشر کا منظر ہائے مجیب اب شاہ کی دختر
مرگئی ہے زنداں میں گھٹ کر اور یہ لبوں پر تھا دم آخر
. اے پھوپی اماں اے پھوپی اماں

نوحہ

آسماں لرزتا ہے اور زمیں روتی ہے
اس طرح غم شہؑ میں کائنات ڈوبی ہے
وارث پیمبرؐ کی غم زدہ کہانی ہے
چاندنی ہے دھندلائی ہر طرف اُداسی ہے
اور فرات بھی غم سے اپنا سر پٹکتی ہے
کائنات کی ہر شئے آج بھی یہ کہتی ہے
ہم حسینؑ والوں کی غم ہی زندگانی ہے
آسماں لرزتا ہے اور زمین روتی ہے
ہے حبیبؑ بھی چھوٹا حُرؑ جدا ہوا شہؑ سے
مانگ کر چلے قاسمؑ موت کی رضا شہ سے
عون اور محمدؑ بھی ہوگئے جدا شہؑ سے
کربلا کے میداں میں چھوٹے اقربا شہؑ سے
دشت پر گھٹا غم کی چار سمت چھائی ہے
آسماں لرزتا ہے اور زمین روتی ہے
مشک ثانی حیدرؑ لے کے نہر پر پہنچا
بھر کے مشک میں پانی جب فرات سے لوٹا
اشقیانے دھوکے سے آن کر کیا حملہ
ہوگئے قلم شانے شیرؑ کے لب دریا

منہ کے بل گرا غازیؑ یا علیؑ دوہائی ہے
آسماں لرزتا ہے اور زمین روتی ہے

ہم شبیہ احمدؐ کا ہوگیا جگر ٹکڑے
جب قریب بیٹے کے شاہ کربلا پہنچے
خاک پر علی اکبرؑ ایڑیاں رگڑتے تھے
اور حسینؑ نے کھینچی جب سناں کلیجے سے
اک فرات سینے سے خون کی اُبلتی ہے
آسماں لرزتا ہے اور زمین روتی ہے

حلق پر ستم گر کا تیر جب لگا آکر
ہائے ہوگئی چھلنی گردن علی اصغرؑ
شیر خوار کا لاشہ ہوگیا لہو میں تر
خون لیکے چلو میں شاہؑ نے ملا رُخ پر
دین حق کے چہرے پر فتح کی نشانی ہے
آسماں لرزتا ہے اور زمین روتی ہے

غیض میں شہ دیںؑ نے آستین جب اُلٹی
چار سمت ہیبت سے فوج اشقیا بکھری
نفس مُطمئِنؑ کی رن میں جب ندا گونجی
شاہ دیںؑ نے اس دم تیغ روک لی اپنی
بارش سناں پیہم شاہؑ پر برستی ہے
آسماں لرزتا ہے اور زمین روتی ہے

اک نئی قیامت ہے بعد عصر عاشورہ
گھر لٹا جلے خیمے قید ہوگیا کنبہ
قافلہ اسیروں کا بے ردا چلا کوفہ
راہ شام سے ہوکر قصر ظلم تک پہنچا
ظالموں کے نرغے میں فاطمہؑ کی جائی ہے
آسماں لرزتا ہے اور زمین روتی ہے

آج بھی یہ کہتا ہے کربلا کا ہر ذرّہ
کیا بیاں ہو لفظوں میں غم حسینؑ بے کس کا
جب مجیبؔ مجلس میں ذکر شاہؑ کا ہوگا
انبیاء بھی روتے ہیں سُن کے یہ ترا نوحہ
روح فاطمہ زہرا خلد میں تڑپتی ہے
آسماں لرزتا ہے اور زمین روتی ہے

سلام

تیروں کی برستی بارش میں سلطان زمانہ ڈوب گیا
تاریکی زمانے پر چھائی مہتاب مدینہ ڈوب گیا

عاشور کے دن بے آب وغذا از بہر بقائے دین خدا
تیروں کے امنڈتے طوفاں میں احمد کا گھرانہ ڈوب گیا

اک سمت اکیلا ہے اصغرؑ اک سمت ہزاروں کا لشکر
اصغرؑ کی ہنسی کے دریا میں باطل کا سفینہ ڈوب گیا

اسلام بچانے کی خاطر اصغرؑ نے بھی گردن کی حاضر
اک چلّو میں خون اصغرؑ کے بے درد زمانہ ڈوب گیا

عباسؑ کے سر پر گرز لگا بازو بھی کٹے مشکیزہ چھدا
جرار لہو میں ڈوبا ارمان سکینہؑ ڈوب گیا

تھرائی زمیں اور کانپا فلک خوں روتے تھے جن وانس وملک
جس وقت غبار صحرا میں زہرا کا نگینہ ڈوب گیا

ہر روز ہے روز عاشورہ ہر ارض ہے ارض کرب و بلا
اس طرح غم شبیرؑ میں ہر ایک مہینہ ڈوب گیا

جس وقت مجیبؔ آواز مری دنیا کی فضاؤں میں گونجی
سیلاب غم شبیرؑ میں خوشیوں کا سفینہ ڈوب گیا

نوحہ

تنہا کھڑا ہے دشت میں سلطان کربلا
اکبرؑ کے خوں سے لال ہے میدان کربلا

صدیوں سے انتظار شہ کربلاؑ کا تھا
لو آج پورا ہوگیا ارمان کربلا

ٹکڑے نہیں یہ دشت میں قاسمؑ کی لاش کے
بکھرا پڑا ہے خاک پہ قرآن کربلا

پانی نہ مل سکا دم آخر لب فرات
پیاسا شہید ہوگیا مہمان کربلا

شعلوں میں بھی حسینؑ کا ماتم کیا کرو
اے شہؑ کے غمگسارو ہے فرمان کربلا

مرجاؤ پر حفاظت فرش عزا کرو
ہر اک قدم پہ ہے یہی اعلان کربلا

تابوت، ذو الجناح، علم، مشک تازیہ
جاگیر اہل غم ہیں یہ سامانِ کربلا

اشک عزا امانت زہرا ہیں اے مجیبؔ
سامان خلد ہیں یہی پہچان کربلا

نوحہ

اے شہ کرب و بلا لوٹا گیا گھر ترا
دین نبیؐ پر فدا ہوگیا لشکر ترا

مشک سکینہ چھدی حشر بپا ہوگیا
شانے کٹا کر لب نہر جریؑ سوگیا
چھٹ گیا پردیس میں ہائے برادر ترا

کھا کے سناں قلب پر شیر گرا منہ کے بل
رہ گیا ہے ٹوٹ کر سینے میں برچھی کا پھل
خوں میں نہائے ہوئے سوگیا اکبر ترا

جلتی ہوئی ریت پر پھول سا تشنہ وہاں
پھیر کے بتلادیا خشک لبوں پر زباں
روتا ہے تیر ستم ہنستا ہے اصغرؑ ترا

عصر کے ہنگام جب خوں میں نہاکر حسینؑ
گھوڑے سے تو کیا گرا فرش زمیں پر حسینؑ
تیروں پہ ٹھہرا رہا جسم مطہر ترا

تیغ ستمگار سے جب تری گردن کٹی
آندھیاں چلنے لگیں خون کی بارش ہوئی
ہوگیا پامال پھر لاشہ اطہر ترا

بعد شہادت ترے خیمے جلائے گئے
اہل حرم پر ستم اس طرح ڈھائے گئے
جکڑا ہے زنجیر میں عابد مضطر ترا

کیسے مجیبؔ حزیں کرسکے نوحہ رقم
غم سے مرے ہاتھ میں کانپ رہا ہے قلم
پھر بھی ہے مجھ پر کرم سبط پیمبرؐ ترا

نوحہ

جان حیدر کا ماتم ہے کم نہ ہوگا
لاش بے سر کا ماتم ہے کم نہ ہوگا
دشت غربت میں زینبؑ کے دولاڈلے
اۓ مقتل سے خوں میں نہائے ہوئے
عونؑ و جعفرؑ کا ماتم ہے کم نہ ہوگا
دشت میں اک قیامت بپا ہوگئی
لاش ٹکڑوں میں نوشاہ کی بٹ گئی
ابن شبرؑ کا ماتم ہے کم نہ ہوگا
بازو عباسؑ کے ہوگئے جب قلم
غم سے شبیرؑ کی ہوگئی پشت خم
شیر حیدرؑ کا ماتم ہے کم نہ ہوگا
نوجواں کے جگر پر جو برچھی لگی
دہر سے پھر نبیؐ کی نشانی مٹی
علی اکبرؑ کا ماتم ہے کم نہ ہوگا
شہؑ نے بچے کو جلتی زمیں پر رکھا
بدلے پانی کے سوکھا گلا چھد گیا

علی اصغرؑ کا ماتم ہے کم نہ ہوگا
چھین کر ظالموں نے گھر بے خطا
باندھا رسی میں بچی کا نازک گلا
شہ کی دختر کا ماتم ہے کم نہ ہوگا
سر سے چادر چھنی اور دُرّے لگے
دست زینبؑ کو باندھا گیا پشت سے
بنت حیدرؑ کا ماتم ہے کم نہ ہوگا
پابہ زنجیر بیمار کرب و بلا
ننگے پاشام و کوفہ پھرایا گیا
ابن سرور کا ماتم ہے کم نہ ہوگا
ہے مجیبؔ حزیں کے لبوں پہ صدا
حشر تک ہم منائیں گے شہ کی عزا
نفس داور کا ماتم ہے کم نہ ہوگا

نوحہ

مجلس و ماتم علم تابوت گھر گھر دیکھ کر
کربلا کی یاد آتی ہے یہ منظر دیکھ کر

شکر کا سجدہ کیا زینب نے جلتی خاک پر
دونوں بچوں کے جنازے خون میں تر دیکھ کر

گر پڑیں جلتی زمیں پر منہ کے بل اُمّ ربابؑ
دست شاہ کربلاؑ پر لاش اصغرؑ دیکھ کر

چھا گیا شہؑ کی نگاہوں میں اندھیرا ہر طرف
نوجواں بیٹے کی میّت خون میں تر دیکھ کر

خون برسا آندھیاں چلنے لگیں طوفاں اٹھا
بوسہ گاہ مصطفےٰؐ کو زیر خنجر دیکھ کر

سونا جنگل تھا سکینہؑ رو رہی تھیں زار زار
شہ کی مقتل میں برہنہ لاش بے سر دیکھ کر

نوک نیزہ پر سر عباسؑ رُک پاتا نہ تھا
ترغۂ اعدا میں زینبؑ کو کھلے سر دیکھ کر

قبر میں حیراں فرشتے کیوں نہ ہونگے اے مجیبؔ
داغ ماتم تیرے سینے پر اُجاگر دیکھ کر

نوحہ

بہر ادب پروں کو فرشتے بچھا چکے
جب مجلس عزا میں عزادار آچکے

پانی کہاں فرات میں اتنا ہے اے کربلا
آنکھوں سے جتنا ہم غم شہؑ میں بہاچکے

دین نبیؐ صغیرؑ کو کتنا عزیز تھا
کھا کر گلے پہ تیر ستم مسکرا چکے

مقتل میں بادشاہ تبسم کو بھیج کر
شبیر اپنی جیت کا اعلاں کراچکے

اُس وقت شہؑ کو فاطمہ صغراؑ کا خط ملا
شبیرؑ بے زباں کی جو تربت بناچکے

اسلام کو بچانے کی خاطر شہ ہدٰاؑ
دشت بلا میں اپنا بھرا گھر لُٹاچکے

ہنگام عصر سجدۂ آخر کے واسطے
تیروں کو شاہؑ اپنا مصلّٰی بناچکے

بعد حسینؑ لوٹ کے اسباب اشقیا
بے جرم اہلبیتؑ کو قیدی بنا چکے

ہوکر بلند نوک سناں پر شہؑ ہدٰاؑ
بیعت کے طالبوں کے سروں کو جھکا چکے

ہر ایک داغ ماتم شبیر سے مجیبؔ

سینے کو اپنے رشک گلستاں بناچکے

نوحہ

اے شہؑ کے عزادارو کچھ اشک عزا دیدو
شبیرؑ کے زخموں کا مرہم بخدا دیدو

رو رو کے یہ فروہؑ نے شبیرؑ سے فرمایا
اسلام بچانے کی خاطر اے شہؑ والا
شبرؑ کی نشانی کو مرنے کی رضا دیدو

سر اپنا جھکا کر یہ اکبرؑ نے کہا شہؑ سے
مارا گیا سب لشکر مقتل میں بجز میرے
بابا مری باری ہے اب اذن وغا دیدو

شبیرؑ یہ کہتے تھے بے شیرؑ کو دکھلا کر
سہ روز کا پیاسا ہے ششماہا مرا دلبر
اک گھونٹ اسے پانی اے اہل جفا دیدو

گونجی سر میداں یہ بانو کی صدا ہر سو
مقتل میں اندھیرا ہے میں ڈھونڈوں کہاں تم کو
کس جا ہو علی اصغرؑ اماں کو صدا دیدو

ہونٹوں پہ سکینہؑ کے مقتل میں یہ نالے تھے
بابا مجھے سینے پر تم اپنے سلاتے تھے
نیند آئیگی اب کیسے کچھ اسکا پتہ دیدو

مَل مَل کے جبیں اپنی شبیرؑ کے روضے پر
کہتا ہے مجیبؔ اپنے آقا سے یہ رو رو کر

صدقہ مجھے اکبرؑ کا اے شاہؑ ہدا دیدو

نوحہ

حسینیو جگہ جگہ حسینؑ کی عزا کرو
یہ سنت رسولؐ پاک ہے اسے ادا کرو

پلایا دودھ ماؤں نے تمہیں برائے کربلا
سُنا کے لوریاں غم حسینؑ کی بڑا کیا
تم اپنی ماؤں کیلئے حسینؑ سے دعا کرو

یہ درس دے رہا ہے دین مصطفیٰؐ حُسینیو
مرو حسینؑ کی طرح علیؑ کی طرح سے جیو
حسینؑ کی خوشی میں خوش غموں میں غم بپا کرو

حیات دین حق کو زینبؑ حزیں نے بخش دی
بنا مجالسوں کی رکھ کے دی ہمیں بھی زندگی
ہر ایک سانس میں غم حسینؑ کو بپا کرو

زمانہ چاہے ماتم و عزا کو روکتا رہے
وہ بدعتوں کی آڑ میں ہزار ٹوکتا رہے
بھڑکتی آگ پر بھی ماتم عزا کیا کرو

مقاصد حسینؑ پر نہ آنچ آنے دو کبھی

لٹا دو وقت آنے پر تم اپنی اپنی زندگی
جریؑ کی طرح اپنے ہاتھ بھی کٹا کردیا کرو
تمھیں دعائے دختر رسول حقؑ کا واسطہ
بقائے ماتم حسینؑ کیلئے بچے خدا
تم اپنی جاں سے بڑھ کے اب حفاظت عزا کرو
مجیبؔ سوگوار شاہ کربلاؑ کے واسطے
اٹھا کے اپنے ہاتھ پرچم حسینؑ کے تلے
زیارت حسینؑ ہو نصیب یہ دعا کرو

نوحہ

نالاں کناں تھی زینبؑ قبر شہ مبینؑ پر
کیسے سناؤں نانا گزری جو مجھ حزیں پر
پھولا پھلا گلستاں عاشور کو تمہارا
تاراج ہوکے بکھرا جلتی ہوئی زمیں پر
کیسے بھلا اٹھاتے سرورؑ جریؑ کا لاشہ
بازو کہیں پڑے تھے اور لاش تھی کہیں پر
اس وقت رن میں نانا مانگی تھی موت میں نے
پھیرا شقی نے خنجر جب حلق شاہ دیںؑ پر
بارہ گلے ہمارے باندھے تھے اک رسن میں
ایسا بھی ظلم ٹوٹا ہم ناصران دیں پر
دُرّوں سے پشت مری چھلنی کئے ہیں ظالم
حد ہوگئی ستم کی مجھ بے کس و حزیں پر
چلنے کی دو قدم بھی طاقت نہ تھی بدن میں
میں کھلے کھڑی تھی دروازۂ لعیں پر
شہ کا کٹا ہوا سر طشت طلا میں رکھ کر
ظالم نے ظلم ڈھایا لب ہائے شاہ دیںؑ پر
لفظوں میں کیا بیاں ہو وہ غم مجیبؔ مجھ سے
پردیس میں جو ٹوٹا مجھ زینبؑ حزیں پر

نوحہ

قبر زہرا پر فغاں تھی زینبؑ دلگیر کی
لٹ گئی اماں کمائی دشت میں شبیرؑ کی

فرقت اکبرؑ میں آنکھوں کی بصارت چل بسی
باوفا کی موت سے ٹوٹی کمر شبیرؑ کی

تیر اک ایسا چلایا حرملہ ملعون نے
باپ کے ہاتھوں پہ گردن چھد گئی بے شیرؑ کی

بھائی کا سوکھا گلا کاٹا گیا عاشور کو
چھن گئی شام غریباں کو ردا ہمشیر کی

ظالموں نے اک رسن میں باندھ کر بارہ گلے
شام کی گلیوں میں اہلبیتؑ کی تشہیر کی

رُک نہ پاتا تھا سناں پر باوفا بھائی کا سر
بے ردائی دیکھ کر بازار میں ہمشیر کی

درد کا اماں مرے سینے سے اٹھتا ہے دھواں
قید میں جب سے امانت کھوگئی شبیرؑ کی

تازیانوں کے نشاں اب بھی ہیں میری پشت پر
دیکھئے اُمت نے کس طرح مری توقیر کی

اپنے سینے پر مسلسل نوک نشتر سے مجیبؔ
لکھ رہے ہیں ہر مصیبت زینبؑ دلگیر کی

نوحہ

جبیں پہ دیں کی ہے تحریر ثانی زہراؑ
بقائے مقصد شبیرؑ ثانی زہراؑ

رسول پاکؐ کی زندہ مثال ہے اکبرؑ
علیؑ کی بولتی تصویر ثانی زہرا

ہر اک قدم پہ بنی بعد عصر عاشورہ
مشیر عابد دلگیرؑ ثانی زہرا

کہیں پہ احمد مختارؐ اور کہیں حیدرؑ
کہیں پہ بن گئی شبیرؑ ثانی زہرا

قدم قدم پہ یہ اسلام نے کہا تجھ سے
سنور گئی مری تقدیر ثانی زہرا

دیار شام میں آہوں کو روک کر تو نے
چلائی صبر کی شمشیر ثانی زہرا

کیا ہے ہم پہ اک احسان ڈال کر تو نے
بنائے مجلس شبیرؑ ثانی زہراؑ

ترے طفیل سے باقی ہے آج دنیا میں
نبیؐ کے دین کی توقیر ثانی زہرا

جبیں مجیبؔ کی خم ہے جہاں کی مٹی پر
وہ کربلا تری جاگیر ثانی زہراؑ

نوحہ

عمر بھر کرتا رہونگا میں ثنائے زینبؑ
زندگانی ہے مری وقف برائے زینبؑ

بجھ گیا بیعت فاسق کی امیدوں کا چراغ
بعد شبیرؑ چلی جو نہی ہوائے زینبؑ

مجلس شہؑ پہ کبھی آنچ نہ آنے پائے
اے عزادار رویہ آتی ہے صدائے زینبؑ

جس طرح ذکر علیؑ زینت محفل ویسے
رونق مجلس سرورؑ ہے ثنائے زینبؑ

حشر میں ہوگیا سامان مری بخشش کا
ہے کفن میں مرے خاک کف پائے زینبؑ

خودبخود اشک مری آنکھوں سے گر پڑتے ہیں
جب بھی آتا ہے مرے ہونٹوں پہ ہائے زینبؑ

ہوگئی گم شہ والا کی امانت رن میں
اب اندھیرے میں کہاں ڈھونڈنے جائے زینبؑ

میں نے دیکھا ہے عقیدت کی نگاہوں سے مجیبؔ
چاند کے رُخ پہ نظر آئی ردائے زینبؑ

سلام

معصومہ بکا کرتی تھی قم میں یہی رو رکر...... اے میرے برادر
غربت میں مرا کون ہے اب مونس و یاور...... اے میرے برادر

بھیا تری فرقت نے کمر توڑ دی میری...... ہے بار جدائی
زندہ رہے کس طرح ترے بن تری خواہر...... اے میرے برادر

رونے کی ہر ایک گھر سے صدا آتی ہے پیہم...... ہر گھر میں ہے ماتم
پُرسہ مجھے دیتے ہیں عزادار تڑپ کر...... اے میرے برادر

فرقت سے تری اب ہے مرا حال پریشاں...... اے شاہ خراساں
جینا مرا دشوار ہے پُر ہول ہے منظر...... اے میرے برادر

بھیا یہاں تنہا ہوں میں کوئی نہیں میرا...... چھایا ہے اندھیرا
پاس اپنے بُلا لے مجھے دل ہے مرا مضطر...... اے میرے برادر

ہے ضعف کا عالم مرے تن میں نہیں طاقت...... اللہ رے مصیبت
آنکھوں میں مری پھرتا ہے اب موت کا منظر...... اے میرے برادر

معصومہؑ کے لب پر تھا مجیبؔ اس طرح نوحہ...... کرتی ہوئی گریہ
دنیا سے گئی یاد برادر میں یہ کہہ کر...... اے میرے برادر

مناجت

وقت امداد ہے آؤ مولا اے علمدار باب الحوائج
رنج و غم نے ہے اب ہم کو گھیرا اے علمدار باب الحوائج

واسطہ آپ کو فاطمہؑ کا حاجتیں اپنی بر لاؤ آقا
در پہ آئے ہیں لیکر تمنا اے علمدارؑ بابُ الحوائج

کس سے دکھ اپنا جا کر سنائیں دردِ دل کس کو اپنا بتائیں
جز تمہارے نہیں کوئی اپنا اے علمدار باب الحوائج

زندگی کی کٹھن منزلوں میں ہم کو ہر ایک پل مشکلوں میں
بہرِ شبیرؑ دیجئے سہارا اے علمدار باب الحوائج

ہاتھ پھیلائیں ہم کس کے آگے کون دیگا ہمیں جز تمہارے
بھر دو خوشیوں سے دامن ہمارا اے علمدارؑ بابُ الحوائج

دن بدن ہے اضافہ غموں میں زندگی اب ہے تاریکیوں میں
کر دو رحمت کا گھر میں اُجالا اے علمدارؑ بابُ الحوائج

اہل ایماں میں ہیں لا ولد جو نیک اولاد انکو عطا ہو
ہے فقط آپ ہی کا سہارا اے علمدارؑ بابُ الحوائج

اک کرم ہو مجیبؔ حزیں پر جائے وہ مرقد شاہؑ دیں پر
مدتوں سے یہی ہے تمنا اے علمدارؑ بابُ الحوائج

مناجت

سقائے سکینہؑ مری حاجت سے سوا دو
اے بازوئے شبیرؑ مرے غم کی دوا دو

عباسؑ مری زیست کو پُرنور بنادو
اب گردشِ دوراں سے مجھے جلد چھڑا دو
تاریکی میں ڈوبی ہوئی تقدیر جگادو
اعجازِ خدا داد زمانے کو دکھادو

سقائے سکینہؑ مری حاجت سے سوا دو
اے بازوئے شبیرؑ مرے غم کی دوا دو

اے بازوئے زینبؑ پسرِ شیرِ الٰہی
یہ سارا جہاں آپ کے در کا ہے بھکاری
از بہرِ سکینہؑ تمہیں دیتا ہوں دوہائی
قیدی ہیں جو مومن انہیں مل جائے رہائی

سقائے سکینہؑ مری حاجت سے سوا دو
اے بازوئے شبیرؑ مرے غم کی دوا دو

عباسؑ قسم فاطمہ زہراؑ کی تمہیں ہے
اولاد عطا ہو جنہیں اولاد نہیں ہے
تم اس کے پسر ہو کہ جو کعبے کا مکیں ہے
خم آپ کے قدموں پہ زمانے کی جبیں ہے

سقائے سکینہؑ مری حاجت سے سوا دو
اے بازوئے شبیرؑ مرے غم کی دوا دو

دن رات ہے گردش میں مقدر کا ستارہ
ہر سمت سے اندوہ و مصیبت نے ہے گھیرا
مشکل میں پڑا ہوں مجھے اب دیجئے سہارا
صدقے میں شہ دین کے دُکھ دور ہو میرا

سقائے سکینہؑ مری حاجت سے سوا دو
اے بازوئے شبیرؑ مرے غم کی دوا دو

مولا تمہیں عابدؑ کی اسیری کی قسم ہے
اور بالی سکینہؑ کی یتیمی کی قسم ہے
ہم شکل پیمبرؐ کی جوانی کی قسم ہے
بے شیرؑ کی اب تشنہ دھانی کی قسم ہے

سقائے سکینہؑ مری حاجت سے سوا دو
اے بازوئے شبیرؑ مرے غم کی دوا دو

طوفان مصیبت میں گرفتار ہوں مولاؑ
تسکین جگر کا میں طلب گار ہوں مولاؑ
روداد مری لیجئے نادار ہوں مولاؑ
اک نظر کرم کیجئے لاچار ہوں مولاؑ

سقائے سکینہؑ مری حاجت سے سوا دو
اے بازوئے شبیرؑ مرے غم کی دوا دو

خادم ہے مجیب آپ کا اے ضیغم حیدرؑ
چمکادو کٹے ہاتھوں سے اب میرا مقدر
بس ایک ہی حسرت ہے مرے قلب کے اندر
دم توڑ دوں میں روضۂ شبیرؑ پہ جاکر

سقائے سکینہؑ مری حاجت سے سوا دو
اے بازوئے شبیرؑ مرے غم کی دوا دو

SHAYER - E- AHLEBAITH

MUJEEB ALIPURI

KOLAR DIST. KARNATAKA

S.N HASSAN & BROS

SNTI

INNOCENT HANDI CRAFTS

MFRS. OF : ROSE WOOD, DINNING TABLE
SPECIALIST IN ; ALL KINDS OF ROSE WOOD FURNITURES, ETC

FACTORY
No.2898, B.N. Street Mandi Mohalla,
Mysore - 570 021.
Fct : 2442093 /Cell : 08213182831
Res : 2451621/2495354/5269789

Prop: M. Nabi Raza

J.S Gems

Dealers in
Diamonds Navarthna.
Precious & Semi Precious Stones

Cell: 36789350

D.No. 26 South Cross Street
Neelsondra, Bangalore - 47